May 2005

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ماہنامہ
علم و عمل
لاہور
19
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ
جلد نمبر 2
شمارہ نمبر 7
مئی 2005
فہم قرآن 2
علم حدیث 4
مسواک: منافع، خوبیاں 5
شان تربیت 7
حضرت تھانویؒ کے مختصر حالات 8
ارشادات 14
پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ 16
نیکی کی طرف سفر 19
خواب کی شرعی حیثیت 22
حلال مال حاصل کرنا 24
سود کا لین دین ناجائز طریقے 25
تین کام 26
معاشرہ کا ایک اہم پہلو 27
پیاری سنتوں کو ضرور اپنایئے 28
خواتین کا علم و عمل 29
بچوں کا علم و عمل 31
زیر سرپرستی
مصلح الامت حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

اداریہ — از مدیر

فتنوں سے بچنے کی راہ .....

مصیبت اور فتنہ میں فرق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین. اما بعد

حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ میں دنیا پر اس طرح فتنے ٹوٹیں گے جیسے موتیوں اور دانوں کی لڑی ٹوٹ جائے تو دانے یکدم ایک دوسرے کے بعد سب گر جاتے ہیں۔ فتنہ عام مصیبت سے مختلف ہوتا ہے مثلاً سیلاب یا زلزلہ وغیرہ مصیبت ہیں فتنہ نہیں۔ فتنہ آزمائش اور چکر میں ڈالنے والی چیز کا نام ہے جس کی حقیقت فوری ظاہر نہ ہو۔ ہر نئے فتنے کا مقابلہ اس حد تک رکھنا ہم سب کیلئے ضروری ہے کہ ان کی روشنی اور اثر ہمارے سامنے رکھے نہ پائے۔ مثلاً مال واولاد کو قرآن شریف نے فتنہ (کا باعث) قرار دیا ہے حدیث شریف نے عورت کو فتنہ بتلایا جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کئی مرتبہ بندہ مال اولاد اور عورت کی وجہ سے عجیب فتنوں میں پڑ جاتا ہے یہ سب اگر شریعت کی حدود میں رہیں تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ اسی طرح کفر وشرک میں نئے نئے فتنے دین میں بڑے سے بڑے فتنے منظر عام پر آچکے ہیں اور آرہے ہیں۔ ذہنی اور دماغی قوت کو بروئے کار لا کر اہل حق علماء اور بزرگوں سے مشورہ لیکر اپنے آپ کو اور اپنی اولاد جو کہ اپنا ماتحت کام کرنے والوں کو ان فتنوں سے بچنے کیلئے اپنی صلاحیتوں کو خرچ کرتے رہنا چاہیے۔

فتنوں سے بچنے کی راہ (۱) علم دین صحیح طور پر حاصل کرنا۔ (۲) ایمان پر ہمیشہ اور دن میں کئی دفعہ شکر ادا کرتے رہنا۔ (۳) اللہ والوں، بزرگوں اور عالم باعمل لوگوں سے رشتہ، نسبت ہو تو تعلق نہ صرف جوڑنا بلکہ ساری زندگی راہنمائی لیتے رہنا۔ انہی سے پوچھ پوچھ کر کتابیں پڑھنا اور عمل کرتے رہنا۔ (۴) ہر فرض نماز کے بعد اگر ہو سکے ورنہ جس وقت مناسب ہو فتنوں سے بچنے کی گڑگڑا کر دعائیں مانگنے کی عادت ڈالنا کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دجال کے فتنے (قیامت کے قریب ظاہر ہوگا) سے بہت پناہ اور دوری مانگتے تھے حتیٰ کہ بعض صحابہ کا بیان ہے کہ ہم سمجھتے تھے کہ دجال شاید باہر کسی جھاڑی وغیرہ میں چھپا ہوا ہے آپ اس قدر دجال کا نام لے کر اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب فرماتے۔ اسی طرح ایک دعا عورتوں کے فتنے سے بچنے کی سکھلائی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ النِّسَاءِ کہ اے اللہ مجھے عورتوں کے فتنے سے بچائیے۔ یہ دعا عورتیں بھی پڑھیں۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ ہم پرانے، موجودہ اور نئے ہر طرح کے فتنوں سے اپنے آپ کو ہوشیار رکھیں اور بچنے کی تدبیر اپنائیں اور خوب دعائیں مانگیں کیونکہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیے بغیر نہیں ہو سکتا۔ (۵) نیا فتنہ سر پر آنے سے پہلے ہی فتنوں سے بچنے کی دعا مانگنے کی عادت ڈالنے سے اللہ کے فضل سے بندہ بچا لیا جاتا ہے۔ (۶) فتنوں سے بچنے کیلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بہت مانگی ہے: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ "اے اللہ ظاہری و باطنی فتنوں سے ہم آپ کی پناہ پکڑتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہری باطنی روحانی، جسمانی اور نئے پرانے ہر طرح کے فتنوں اور آزمائشوں سے موت تک محفوظ فرمائیں۔ آمین ثم آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

ماقبل آیات سے ربط اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر تین چیزوں کا بیان کیا ہے۔ توحید کا، رسالت کا، قیامت کا (جس کا ذکر آگے آرہا ہے)۔ (پہلے آپ نے پڑھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک نازل کیا اور (فرمایا) تمہیں اس کے صحیح (حق) ہونے پر کوئی اعتراض یا شبہ ہے تو تم قرآن پاک کی ۱۱۴ سورتوں میں سے اس جیسی کوئی چھوٹی سی سورۃ ہی لے آؤ (پھر فرمایا) پس تم ہرگز ایسا نہ کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس میں پتھر بھی جلیں گے اور انسان بھی جلیں گے۔

دنیا میں خاموش کوئی نہیں رہتا ہر بندہ کوئی نہ کوئی اعتراض کرتا اور شوشہ چھوڑتا ہی رہتا ہے۔ جب ان سے کچھ نہ بن پڑا تو کہنے لگے: تم لوگ جو قرآن کی اتنی تعریف کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو اس میں ذباب (مکھیوں) کا ذکر کیوں آتا ہے؟ اسمیں عنکبوت (مکڑی) کا ذکر کیوں آتا؟ اس میں نحل (شہد کی مکھیوں) کا ذکر کیوں آتا ہے؟ اسمیں کتے اور خنزیر کا ذکر کیوں آتا؟

سترہویں پارے کے آخر میں آتا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ "اے لوگو! مثال بیان کی گئی ہے اس کو کان لگا کر سن لو" اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ "جن کو تم پکارتے ہو حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس اور دستگیر سمجھتے ہو وہ سارے مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔" اور شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بیسویں پارہ کے آخر میں فرمایا اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ "سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا جالا بنایا ہوتا ہے" مکڑی کا جالا نہ اس کو گرمی سے بچاتا ہے اور نہ سردی سے، مکڑی کے جالے میں اگر ایک تنکا بھی اٹک جائے تو یہ جالا ٹوٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا کہ جن پر تم اعتماد کرتے ہو اور جن سے تم مانگتے ہو اللہ تعالیٰ کے بغیر ان پر بھروسا ایسا ہے جیسے مکڑی کا جالا۔

مکڑی کے جالے سے کمزور اور کیا گھر ہوگا اور مکڑی جو جالا بناتی ہے کسی مکان کی چھت کے نیچے کسی کونے میں بناتی ہے، کسی درخت پر بناتی ہے۔ اس بیوقوف مکڑی سے پوچھو کہ اتنا بڑا مکان تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ

اس کی چھت کے نیچے جالا بناتی ہو۔ اسی طرح مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات کو مانتے ہوئے زمین پر ڈھیریاں ڈھونڈتے ہیں۔ یہ مشرک اللہ تعالیٰ کا منکر نہیں ہوتا۔ او مشرکو! اللہ کی ذات جو سب سے عالی (بلند) ہے اور (تم) مانتے بھی ہو پھر کیوں اور گھر ڈھونڈتے ہو؟ اور پھر جو مکڑی کا جالا ہوتا ہے اس کے لئے کوئی میٹریل خارج سے نہیں ہوتا جیسے لوگ گھر بنانے کے لئے سیمنٹ، سریا، بجری، اینٹیں وغیرہ لاتے ہیں اور ان سے مکان بناتے ہیں تو مکڑی کا جو جالا ہوتا ہے اس کا میٹریل اس کے پیٹ سے لعاب کی شکل میں نکلتا ہے۔ ایسے ہی مشرک کے پاس اپنے شرکیہ عقائد پر کوئی خارجی دلیل نہیں ہوتی۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ :(الکھف ۵) "سارا کچھ (شرک و بدعت کا میٹریل) اس ظالم کے پیٹ سے نکلتا ہے خارج میں کچھ نہیں ہے"

نیکیوں اور برائیوں کی بنیاد

امام غزالی رحمہ اللہ نے کیمیائے سعادت میں باب التفکر کے تحت دس ایسی (ہلاک کردہ) برائیوں کا تذکرہ کیا ہے جو تمام برائیوں کیلئے اساس اور بنیاد ہیں ایسے ہی دس (نجات دہندہ) بھلائیوں کا ذکر کیا ہے جو طاعات کیلئے بنیاد اور اساس ہیں۔

دس ہلاک کنندہ برائیاں: بخل۔ تکبر۔ عُجب۔ ریا۔ حسد۔ غضب۔ حرص طعام۔ حرص ظلم۔ حُبِ مال۔ حُبِ جاہ۔

دس نجات دہندہ بھلائیاں: توبہ (گناہوں پر)۔ صبر (تکالیف پر)۔ رضا (احکامات الٰہیہ پر)۔ شکر (اللہ کی نعمتوں پر)۔ خوف (اللہ کی ناراضگی پر)۔ رجا (اللہ کی رحمت کی امید)۔ زُہد (دنیا سے بے رغبتی) اخلاص (ہر عمل اللہ کے لئے)۔ حسنِ خُلق (مخلوق سے اچھا برتاؤ)۔ شوقِ ملاقات (اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق)۔

ہنسنے اور رونے کا معیار

حضرت یحییٰ علیہ السلام رشتے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماموں لگتے ہیں، کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم علیہا السلام کے سگے خالہ زاد بھائی تھے۔ دونوں پیغمبر ہم عصر تھے لیکن دونوں کے مزاج میں بڑا فرق تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں تبسم تھا۔ اکثر مسکراتے رہتے تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام میں گریہ تھا آپ اکثر روتے رہتے تھے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے دونوں جلیل القدر پیغمبروں کا ایک دلچسپ واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو فرمایا: اے یحییٰ! کیا تم خدا کی رحمت سے بالکل ناامید ہو گئے ہو کہ کسی وقت تمہارا رونا ختم ہی نہیں ہوتا؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا: اے عیسیٰ! کیا تم خدا کے قہر سے بالکل مامون (محفوظ) ہو کہ تم کو ہر وقت ہنسی ہی آتی رہتی ہے؟ آخر ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم تمہارے درمیان فیصلہ کرتے ہیں۔ فرمایا: اے عیسیٰ! جلوت میں (لوگوں کے سامنے) تو ایسے ہی رہو جیسے اب رہتے ہو۔ یعنی مسکراتے رہو لیکن خلوت (تنہائی) میں یحییٰ کی طرح گریہ وزاری کیا کرو، اور یحییٰ علیہ السلام کو فرمایا اے یحییٰ خلوت میں تو ایسے ہی رہو جیسے اب ہو یعنی گریہ وزاری کرو۔ اور لوگوں کے سامنے کچھ تبسم کر لیا کرو کہ لوگوں کو میری رحمت سے مایوسی نہ ہو جائے۔

(وعظ فضائل الاعمال ص ۱۲)

(از طرف: حافظ اختر محمود قصوری صاحب)

پہلی وحی کا واقعہ

حضرت مولانا صوفی
محمد سرور صاحب مدظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تنہائی میں بیٹھنے کا شوق ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں کئی کئی دن تنہائی میں عبادت کرتے تھے یہ عبادت اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کو سوچنے کی صورت میں ہوتی تھی کیونکہ نماز پڑھنے کا طریقہ تو ابھی بتلایا نہ گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند دن کا کھانے کا سامان اپنی اہلیہ محترمہ مائی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے لے جاتے تھے جب وہ ختم ہو جاتا تو آ کر پھر چند دن کا سامان لے جاتے تھے۔ اسی طرح ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا اِقْرَاْ پڑھیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِئٍ کہ میں تو پڑھا لکھا نہیں ہوں تو فرشتہ نے جو انسانی شکل میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگا کر بہت زور سے دبایا پھر چھوڑ کر کہا پڑھیے تین دفعہ اسی طرح ہوا کہ فرشتہ سینے سے لگا کر زور سے دباتا رہا پھر فرشتہ نے یہ پانچ آیتیں پڑھیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ (العلق:۱تا۵) کہ آپ اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیں جس نے پیدا کیا انسان کو نطفہ سے پیدا کیا۔ پڑھیے حالانکہ آپکے پروردگار بہت عزت والے ہیں جنہوں نے قلم کے ذریعے سے سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

یہ آیتیں لے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مائی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کا دل کانپ رہا تھا اور فرمایا مجھے چادر اوڑھا دو چنانچہ آپ پر چادر ڈال دی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں سکون آ گیا اور مائی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ مجھ پر اتنا رعب طاری ہوا تھا کہ مجھے موت کا ڈر لگنے لگا تھا کہ میں رعب سے مر ہی نہ جاؤں۔ مائی صاحبہ نے عرض کیا ایسا ہرگز نہ ہوگا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ذلیل نہ کریں گے کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھا لیتے ہیں، اپنی ضروریات کیلئے مال خود کما لیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، مصیبتوں میں لوگوں کی امداد کرتے ہیں پھر مائی صاحبہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو عیسائی بن گئے تھے اور آج کل انجیل کی مدد سے عبرانی زبان میں ایک کتاب لکھ رہے تھے انہوں نے سارا حال سن کر کہا یہ جبریل ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی اترتے رہے ہیں کاش کہ میں اس وقت جوان ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ (بخاری و مسلم) اللہ تعالیٰ ہمیں وحی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

محمد سرور عفی عنہ

گاہک آنے پر روشنی تیز کرنا

ایک اللہ والے (حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ) کی چادروں کی دکان تھی۔ بادل آنے کی صورت میں دوکان بند کر دیا کرتے تھے۔ انکے پڑوسی دوکانداروں نے کہا کہ ہم گاہک تلاش کرتے ہیں آپ گاہکوں کو واپس کر دیتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ بادل ہو تو گاہک کو مال صحیح دکھائی نہیں دیتا ہو سکتا ہے وہ غلطی سے عیب دار مال خرید کر لے جائے۔

اس لئے تیز روشنیوں سے گاہکوں کو دھوکہ ہو سکتا ہے اس سے بچنا چاہیے۔

مسواک منافع فوائد خوبیاں

مولانا محمد طیب الیاس
مدرس
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مسواک رب تعالیٰ کو راضی کرنے والی ہے۔
مسواک نماز کے ثواب کو بڑھاتی ہے۔
مسواک کی بدولت روح جسم سے بآسانی نکلتی ہے اور حالتِ نزع جلد ختم ہو جاتی ہے۔
مسواک نیکیوں میں اضافے کا سبب ہے۔
مسواک عرش اٹھانے والے فرشتوں کی دعاؤں کا سبب ہے
مسواک انبیاء و رسل کی دعاؤں کا سبب ہے۔
مسواک کرنے والا پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا
مسواک کرنے سے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا۔
مسواک کرنے سے قبر کشادہ ہو گی۔
مسواک قبر میں ہمدرد ساتھی کے روپ میں ہو گی۔
مسواک کرنے والے کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں مسواک کرنے والے کیلئے جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں مسواک کرنے والا اس کا ثواب بھی پا لیتا ہے جو مسواک نہ کرے۔
مسواک کرنے والا دنیا سے پاک صاف ہو کر جاتا ہے۔
مسواک کرنے والے کے پاس ملک الموت بوقت موت اچھی شکل میں آتا ہے جیسا کہ نیک لوگوں کے پاس آتا ہے
مسواک کرنے والے کو موت سے قبل حوضِ کوثر کا پانی پلایا جاتا ہے مسواک کرنے والے کی فرشتے تعریف کرتے ہیں کہ "یہ انبیاء کی سنت پر چلنے والا ہے۔"
مسواک کرنا سنت سے موافقت رکھنا ہے۔
مسواک کرنے والا جب نماز کیلئے جاتا ہے فرشتے اس کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ مسواک منہ کو صاف رکھتی ہے۔
مسواک حافظہ مضبوط بناتی ہے مسواک بلغم دور کرتی ہے۔
مسواک منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔
مسواک شیطان کو غصہ دلاتی ہے۔

مسواک قوت ہاضمہ درست کرتی ہے۔
مسواک منہ کی زائد رطوبات ختم کرتی ہے۔
مسواک ذہانت و فطانت کو نکھارتی ہے۔
مسواک بڑھاپا دور کرتی ہے مسواک پٹھے مضبوط کرتی ہے
مسواک دشمن پر رعب کا سبب ہے۔
مسواک فرشتوں کو خوش کرتی ہے مسواک فرشتوں کی محبت پیدا کرنے کا سبب ہے مسواک رزق میں وسعت پیدا کرتی ہے مسواک رزق کو آسان کرتی ہے۔
مسواک سر کے درد کو دور کرتی ہے مسواک دانتوں کو مضبوط بناتی ہے مسواک نظر کو تیز کرتی ہے مسواک بدن کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیلئے مضبوط بناتی ہے۔
مسواک دل کو صاف کرتی ہے مسواک کرنے والے کے چہرے کے نور کی وجہ سے فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں (جب وہ نماز کو چلے) مسواک کثرت اولاد کا سبب ہے
مسواک جسم سے زائد حرارت کو دور کرتی ہے۔
مسواک سینے کے درد کو ختم کرتی ہے۔
مسواک دانتوں کو سفید بناتی ہے مسواک فصاحت میں اضافہ کا سبب ہے مسواک مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے
مسواک موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔
مسواک معدے کو قوی کرتی ہے مسواک دانتوں کے درد کو دور کرتی ہے مسواک سر کی رگوں میں سکون بخشتی ہے
مسواک حُسنِ آواز کا باعث ہے مسواک کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ موت کے وقت کلمہ نصیب ہو جاتا ہے۔

تنبیہ مسواک کے جب اتنے فائدے پیشِ نظر ہوں اور ہم مسواک کرنے میں سستی برتیں، اس کی عادت نہ بنائیں، کس قدر افسوس اور محرومی کا مقام ہے اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنن و مستحبات پر عمل کی توفیق دیں آمین

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اوّلیات

مفتی عبداللہ یاسر صاحب
استاذ جامعہ اشرفیہ، لاہور

- بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا۔
- عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کیے۔
- تاریخ اور سنہ قائم کیا جو آج تک جاری ہے
- امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔
- فوجی دفتر ترتیب دیا۔
- رضا کاروں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
- مالی دفتر قائم کیا
- عشر مقرر کیا۔
- پیمائش جاری کی
- نہریں کھدوائیں
- مردم شماری کرائی۔
- شہر آباد کرائے، کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل
- مقبوضہ ممالک کو صوبوں میں تقسیم کیا۔
- دریا کی پیداوار مثلاً عنبر پر محصول ٹیکس لگایا
- حربی تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی۔
- جیل خانہ قائم کیا
- دُرّہ کا استعمال کیا
- راتوں کو گشت کر کے رعایا کے دریافت حال کا طریقہ نکالا
- پرچہ نویس مقرر کیے۔
- پولیس کا محکمہ قائم کیا۔
- جابجا فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔
- قیاس کا اصول قائم کیا۔
- مکاتب قائم کیے۔
- مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے آرام کیلئے مکانات بنوائے۔
- یہ ضابطہ بنا دیا کہ اہل عرب (گو کافر ہوں) غلام نہیں بنائے جائیں گے۔
- غریب عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کیے
- مختلف شہروں میں مہمان خانے مقرر کیے
- معلمین اور مدرسین کے مشاہرے مقرر کیے۔
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اصرار کے ساتھ قرآن مجید کی ترتیب پر آمادہ کیا اور اپنے اہتمام سے اس کو پورا کیا۔
- فرائض میں عدل کا مسئلہ ایجاد کیا۔
- وقف کا طریقہ ایجاد کیا۔
- نماز تراویح جماعت سے قائم کی
- تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں طلاق بائن قرار دیا۔
- شراب کی حد کیلئے ۸۰ کوڑے مقرر کیے۔
- تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی۔
- بنو تغلب کے عیسائیوں پر جزیہ ٹیکس کی بجائے زکوٰۃ مقرر کی۔
- نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع قائم کرایا۔
- مساجد میں وعظ کا طریقہ قائم کیا اور تمیم داری رضی اللہ عنہ سے وعظ کہلوایا۔
- اماموں اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
- مساجد میں راتوں کو روشنی کا انتظام کیا۔
- ہجو کہنے پر تعزیر کی سزا قائم کی۔
- غزلیہ اشعار میں عورتوں کا نام لینے سے منع کیا۔

اللہ تعالیٰ کی خوشی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوتے ہیں وہ جب کھانا (یا کھانے کی کوئی حلال چیز) کھائے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور پانی (یا پینے کی کوئی حلال چیز) پیے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے۔ (ابن السنی)

قسط ۱۲

شانِ تربیت

بقلم حضرت اقدس مولانا
صوفی محمد سرور
صاحب دامت برکاتہم

حالات وکمالات حضرت مخدوم الامت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ارشد حضرت تھانوی رحمہ اللہ

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے برادرم مولنا عبدالرحمٰن صاحب زید مجدہ نے احقر سے بیان فرمایا ایک دفعہ میں پاکستان سے پاسپورٹ بنوا کر ہندوستان سے ہو کر واپس آیا اور حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھانہ بھون کا تذکرہ یوں شروع کیا۔ وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِی وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ مجھے گھروں سے محبت گھر والوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ان الفاظ کو سن کر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر وجد اور رقت کی کیفیت طاری ہوئی۔ خطرہ ہوا کہ کہیں نا قابل برداشت حالت نہ ہو جاوے، اس لئے پھر اس سلسلہ کی باتیں بند کر دیں یا اختصار کر دیا۔ یہ سب عشق شیخ ہی کے کرشمے تھے جو اصلاح باطن کی بنیادی چیز ہے۔ بقول حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ محبت شیخ محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہوتی ہے۔ احقر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حب شیخ بھی حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ ہوتی ہے اس لئے زینہ ترقی ہوتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ تربیت، اہتمام اتباع شریعت اور تعلیم اعتدال اسی سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ایک دفعہ ایک خادم نے شکایت کی کہ والدین کہتے ہیں کہ بیوی کو چھوڑو، بیوی کہتی ہے کہ والدین کو چھوڑو، میں کیا کروں؟ یہ سن کر اول تو حضرت پر گریہ طاری ہو گیا، جس سے شفقت علی الطالبین واضح ہوتی ہے پھر فرمایا کہ تم نہ والدین کے قول پر عمل کرو نہ بیوی کے قول پر بلکہ شریعت کے حکم پر عمل کرو یعنی اعتدال سے دونوں کے حقوق ادا کرو۔

اگر خواب بیان کرنے سے طالبین کا کچھ نفع ہو تو شیخ خواب بیان فرمایا کرتا ہے۔ اس درجہ میں بعض دفعہ فرمایا کہ حضرت تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت پانچویں ساتویں روز ہوتی رہتی ہے۔ ایک عجیب وغریب خواب ایک دفعہ بیان فرمایا کہ خواب میں دیکھا کہ ایک قلعہ ہے اس میں ایک کھڑکی ہے، ایک آدمی اس قلعہ کی طرف بھاگا جا رہا ہے۔ اور ٹکٹکی باندھ کر قلعہ کی کھڑکی کی طرف دیکھ رہا ہے ہاتھوں میں طشتری ہے، اس میں گوشت ہے اور زبان سے کہہ رہا ہے لا رہا ہوں لا رہا ہوں۔ میرے استاد مولانا نور محمد صاحب بھی خواب میں پاس کھڑے تھے، انہوں نے خواب ہی میں فرمایا کہ ایسی توجہ تو حق تعالیٰ کی طرف ہونی چاہیے کہ تمام اعضاء ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، زبان ایک ہی طرف متوجہ ہیں۔ پھر یہ خواب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ذکر کیا تو فرمایا کہ اس قسم کی توجہ صاحب حال کو ہو سکتی ہے، صاحب قال کو نہیں۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ ملفوظ بھی نقل فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر جب بھی پڑھتا ہوں تو تین دفعہ پڑھتا ہوں۔

اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو صاحب قال تھا اور حضرت صاحب حال تھے۔ غالباً حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ملفوظ بھی نقل فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا اور حضرت کے نکاح میں ہوتا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شکر ہے کہ عکس کی تمنا نہیں کی۔ تربیت میں طالبین کی حوصلہ افزائی بھی بعض دفعہ مفید ہوتی ہے۔ ایک دفعہ احقر راقم الحروف سے جامعہ اشرفیہ کے جلسہ میں تقریر کرائی اور اگلے دن فرمایا کہ مجھے تو سرور کی تقریر پسند ہے۔

مختصر حالات حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

مولانا محمد عمر فاروق صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر ملاحجہ

یوم ولادت: ۵ ربیع الاول ۱۲۸۰ھ بروز بدھ

مقام پیدائش: تھانہ بھون۔ ضلع مظفر نگر۔ یوپی ہندوستان

تاریخی نام: کرم عظیم۔ دادھیالی: نام عبدالغنی

ننھیالی نام: اشرف علی اور اسی نام سے آپ مشہور ہوئے

والد ماجد کا نام: منشی عبدالحق جو بڑے صاحب جائیداد، رئیس اور بڑے اہل دل بزرگ تھے۔

حفظ قرآن: ۱۰ سال کی عمر میں حافظ حسین علی دہلوی صاحب علیہ الرحمہ کے پاس میرٹھ میں۔

ابتدائی تعلیم: تھانہ بھون میں حضرت مولنا فتح محمد صاحب علیہ الرحمہ اور اپنے ماموں واجد علی صاحب علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔

دیوبند میں داخلہ: ذی قعدہ کے آخر میں ۱۲۹۵ھ میں اور پھر پانچ سال تک مسلسل دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ اسی دوران خارش کا مرض لاحق ہونے کی وجہ سے چھٹی لے کر تھانہ بھون بھی تشریف لے گئے۔

علوم ظاہریہ سے فراغت: ۱۳۰۱ھ میں بعمر بیس سال دارالعلوم میں دورہ حدیث سے فراغت پائی۔

دیوبند کے اساتذہ: حضرت مولنا قاسم نانوتوی قدس سرہ (باقاعدہ کوئی سبق نہیں پڑھا لیکن درس جلالین میں شرکت کیا کرتے تھے) حضرت مولنا یعقوب صاحب قدس سرہ۔ شیخ الہند حضرت مولنا محمود الحسن صاحب قدس سرہ۔ حضرت مولنا سید احمد صاحب قدس سرہ۔ حضرت مولنا محمود صاحب قدس سرہ (مدرس سوم) حضرت مولنا عبدالعلی صاحب قدس سرہ۔

قراءت کی مشق: مکہ مکرمہ کی حاضری پر شیخ القراء حضرت قاری عبداللہ صاحب مہاجر مکی سے کی۔

تدریس: دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد صفر ۱۳۰۱ھ میں مدرسہ فیض العلوم کانپور میں تدریس کا آغاز فرمایا۔

بیعت: ۱۲۹۹ھ میں حضرت مولنا امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ سے کی۔

سفر حج: ۱۳۰۱ھ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ تشریف لے گئے۔

والد صاحب کی وفات: ۱۳۰۵ھ میں ہوئی۔

دوسرے حج کیلئے روانگی: ۱۳۱۰ھ کے آخر میں۔

اجازت بیعت: اسی سفر حج میں حضرت مولنا امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کی طرف سے اجازت بھی بیعت حاصل ہوئی۔

ترک ملازمت اور تھانہ بھون میں تشریف آوری: ۱۳۱۵ھ میں کانپور سے ملازمت چھوڑ کر تھانہ بھون تشریف لے آئے۔

نکاح اول: پہلا نکاح گنگوہ میں زمانہ طالب علمی میں غالباً ۱۲۹۸ھ میں ہوا۔ نکاح حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے پڑھایا۔

نکاح ثانی: رمضان ۱۳۲۲ھ میں ہوا۔ وصال کے وقت دونوں اہلیہ حیات تھیں۔

وصال ۱۵ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ بمطابق 29 جولائی 1943ء بروز پیر۔

تصانیف و تالیفات ایک ہزار سے زائد ہیں۔

انوکھی تربیت

مولانا عبداللہ شیرازی صاحب

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نوراللہ مرقدہ نے بڑے عجیب طریقے سے میری تربیت فرمائی اور وہ میری تربیت کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ میری تربیت بڑی سخت نگرانیوں کے ساتھ ہوئی اگر مجھ میں کچھ صلاحیت ہوتی تو میں یقیناً آج کچھ بنا ہوا ہوتا مگر مثل مشہور ہے کہ کتے کی دم بارہ سال نلکی میں رکھی گئی مگر وہ سیدھی نہ ہوئی (تواضع کی وجہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو مقام عطا فرمایا وہ کسی سے مخفی نہیں)

میرے والد صاحب رحمہ اللہ کے یہاں سب سے زیادہ شدت ترک تعلقات پر تھی ان کا ایک مقولہ ہے جسے وہ اکثر دہرایا کرتے تھے۔ فرماتے کہ آدمی چاہے کتنا ہی غبی اور کند ذہن کیوں نہ ہو اگر اس میں تعلقات کا مرض نہیں تو وہ کسی وقت ذی استعداد بن کر رہتا ہے اور آدمی چاہے جتنا بھی ذی استعداد ہو اگر تعلقات کا چسکا ہے تو وہ اپنے جوہروں کو کھو کر رہے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ ابتدائی عمر میں امردوں (کمسن لڑکوں) کا کسی سے میل جول ان کے نزدیک نہایت خطرناک تھا۔ عمر کے اس حصے میں میری مجال ہی نہ تھی کہ میں کسی سے سلام کروں۔ اگر کوئی اجنبی مجھے سلام کر لیتا تھا تو مجھ سے پوچھ ہوا کرتی تھی کہ یہ کون ہے۔ دوران نماز اگر کوئی شخص جو پہلی نماز میں میرے برابر ہوتا تھا اتفاقاً اگر دوسری نماز میں میرے پاس آ کر کھڑا ہو جاتا تو مجھے ڈر کے مارے نیت توڑ کر جانا پڑتا تھا اس کی باقاعدہ مجھ سے پوچھ ہوتی تھی۔ اب ان دونوں چیزوں کا ردعمل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ بچپن میں سلام کرنے کی پابندی تھی اب سلام کرنے والوں کا تو کیا ہی کہنا۔ اب تو میری معذوری کی وجہ سے دونوں طرف اٹھانے والے لوگ متعین ہیں۔

واقعہ میری والد نوراللہ مرقدہ کو مجھ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ انہوں نے میرے لیے چھوٹا سا خوبصورت تکیہ تیار کیا تھا۔ وہ مجھے اس قدر محبوب تھا کہ بجائے سر کے وہ میرے سینے کے اوپر رہا کرتا تھا۔ کبھی اس کو پیار کرتا، کبھی سینے سے چمٹایا کرتا۔ ایک دفعہ والد صاحب نے آواز دے کر فرمایا زکریا مجھے تکیہ دیدو مجھے میں بڑی محبت نے جوش مارا اور اپنے نزدیک انتہائی ایثار گویا دل پیش کرنے کی نیت سے میں نے کہا کہ میں اپنا تکیہ لے آؤں؟ تو جواب میں فرمایا کہ قریب آؤ میں انتہائی ذوق وشوق سے کہ ابا جان میری اس نیاز مندی پر خوش ہوں گے دوڑ ہوا گیا تو انہوں نے بڑے زور سے ایک تھپڑ رسید کیا آج تک اس کی لذت نہیں بھولا اور فرمایا کہ ابھی سے باپ کے مال پر یوں کہتا ہے کہ اپنا لاؤں کچھ کما کر ہی کہنا کہ اپنا لاؤں اللہ ہی کا فضل و کرم ہے اس کے بعد جب کبھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو دل میں یہ مضمون پختہ ہو جاتا ہے کہ اپنا اس دنیا میں کوئی مال نہیں۔

واقعہ اسی زمانہ میں اس ناکارہ کو بزرگی کا جوش ہوا اور مغرب کے بعد حضرت گنگوہی قدس سرہ کے حجرے کے سامنے لمبی نفلوں کی نیت باندھ لی ابا جان نے آ کر زور سے ایک تھپڑ مارا اور فرمایا کہ سبق یاد نہیں کیا جاتا۔ میرے چچا جان (مولانا الیاس رحمہ اللہ) اس زمانے میں بڑی لمبی نفلیں پڑھا کرتے تھے مغرب کے بعد سے عشاء کی اذان کے قریب فارغ ہوا کرتے تھے والد صاحب کے یہاں مختصر سے نوافل کے بعد تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جاتا اس وقت تو مجھے بہت غصہ آیا کہ خود تو پڑھتے نہیں دوسرے کو بھی پڑھنے نہیں دیتے مگر جلد ہی سمجھ میں آ گیا کہ بات صحیح تھی نفلیں بھی علم سے روکنے کے واسطے شیطانی حربہ تھا (از آپ بیتی)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کی توفیق دیں۔

قسط (۲) آخری

اچھے اخلاق کی اہمیت

ام ناجیہ، لاہور

اچھے اخلاق ----

❖ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ ترین صفات میں سے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:۴) "اور بیشک آپ بڑے اخلاق والے ہیں"۔

❖ کی تکمیل کیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ (مؤطا مالک) "میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں"۔

❖ کی ہی وصیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو فرماتے تھے چنانچہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن جانے کیلئے رخصت فرمایا تو آخری وصیت یہی فرمائی اَحْسِنْ خُلُقَکَ لِلنَّاسِ (رواہ مالک) "لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا"۔

❖ کا اسلام میں عقائد و عبادات کے بعد تیسرا نمبر ہے

❖ کی بدولت ہی دین کی تکمیل ہوتی ہے ورنہ دین ادھورا اور ناقص رہتا ہے اسی لیے بعض حضرات نے خوش اخلاقی کو نصف دین قرار دیا ہے۔

❖ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین تحفہ ہے۔

❖ کا وزن اعمال کے ترازو میں سب سے زیادہ ہوگا۔

❖ سے زیادہ موزوں و مناسب کوئی چیز نہیں ہے (لہذا اپنے آپ کو اس سے متصف کریں۔)

❖ سے ایمان کو تقویت عطا ہوتی ہے۔

❖ ہی سب سے بہتر وہ چیز ہے جو بندے کو عطا کی گئی ہے۔

❖ سے متصف لوگ روزِ قیامت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہوں گے۔

❖ سے خالی شخص کا عمل معتبر نہیں۔ ❖ اچھا شگون ہے

❖ کی دعا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز کے آغاز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا فرماتے تھے: اے اللہ! اچھے اخلاق کی طرف میری ہدایت فرما تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق ہدایت نہیں فرماتا اور مجھے بُرے اخلاق سے دور رکھ تیرے سوا بُرے اخلاق سے کوئی دور نہیں رکھتا۔ (رواہ مسلم)

❖ کے سبب مسلمان بندہ خدا تعالیٰ کی توفیق سے روزہ دار، شب بیدار اور عابد کا درجہ پا لیتا ہے۔

❖ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا مقام ہے۔

❖ سے متصف شخص سب سے بہتر مسلمان ہے۔

❖ سے متصف شخص روزِ قیامت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگا۔

❖ سے متصف شخص کامیابی پانے والا ہے۔

❖ گناہ کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جیسے سورج برف کو

❖ سے متصف شخص دنیا و آخرت میں سعادت پانے والا ہے

❖ سے متصف لوگ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔

❖ دلوں کو جیتنے کا عمدہ نسخہ ہیں۔

❖ سے متصف مؤمن مؤمنین افضل ہے۔

❖ مخلوق کا بہترین کام ہے۔ ❖ کا نام ہی دین ہے۔

❖ سے عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔

❖ ہی کی بدولت معاشروں کی صحیح تعمیر ہوتی ہے۔

❖ کا حامل شخص سب سے اچھے حسب کا حامل ہے۔ (منقول عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

❖ اسلام کی بنیاد ہیں (منقول عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

❖ ایسی بہترین خصلت ہیں کہ قومیں اس کی بدولت ہی ترقی کرتی ہیں۔ چنانچہ یہ خوش اخلاقی ہی کا نور تھا کہ مٹھی بھر مسلمان صحرائے عرب سے اٹھے اور سورج و چاند کی روشنی کی طرح خطۂ ارض پر ضیاء پاشی کرنے (یعنی روشنی پھیلانے) لگے اور عظمتِ اسلام کے جھنڈے بلند کیے۔

❖ کا بیج بونے سے لوگوں کی محبت ہاتھ میں آجاتی ہے

❖ سے زندگی آرام و راحت سے بسر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی توفیق سے خوش اخلاقی نصیب فرمائے اور بد اخلاقی سے محفوظ فرمائے۔ آمین

تین قسم کے لوگ

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ

مولانا کا معمول تھا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مسجد میں جمعہ کے موقع پر خطاب فرماتے تھے اس سلسلے کا آخری خطاب ہے جو ۱۹۹۰ء کو فرمایا

میرے بھائیو! مسلمان کہلانے والی قوم پر نگاہ ڈالو تو موٹے حساب سے تین قسم کے لوگ ملیں گے:

(۱) بہت بڑی تعداد میں تو وہ لوگ ہیں جو صرف نام کے مسلمان ہیں ان کے مسلمان ہونے میں ان کا اپنا کچھ حصہ نہیں مسلمان گھر میں پیدا ہو گئے ہیں اس لیے مسلمان ہیں عملی طور پر صرف ایک دن کیلئے بھی انہوں نے اسلام کو نہیں اپنایا ایسے لوگوں کے مسلمان ہونے کا مطلب صرف یہ ہے کہ انہیں مسلمان ہونے سے صراحتہً (کھلم کھلا) انکار نہیں ہے زیادہ سے زیادہ وہ اسلام کو ایک برادری یا قومی نسبت سمجھتے ہیں یہ بتانے کی ضرورت آپ جیسوں کو نہیں ہوگی کہ یہ طبقہ بڑے خطرے میں ہے ہم سب کو اس کے بارے میں فکرمند ہونا چاہیے۔

(۲)۔۔۔ وہ طبقہ ہے جو اتنا بے تعلق تو نہیں ہے لیکن اس نے بھی اپنی زندگی، کمائی، اخلاق اور معاملات کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کی کوئی خاص کوشش نہیں کی بس وہ جس حال پہ ہے راضی ہے اگر وہ جمعہ کی نماز پڑھتا ہے تو اس پر راضی ہے اگر وہ صرف رمضان میں روزوں کا اہتمام کرتا ہے تو بس اس پر راضی ہے اگر اس کے اخلاق میں یا معاملات میں کوئی خرابی ہے یا اس کے دل میں حسد، کینہ، بغض، عداوت یا لالچ وغیرہ کی طرح بیماریاں ہیں تو برسوں سے وہ اسی حال میں چل رہا ہے لیکن کبھی اس نے سنجیدہ فکر نہیں کی کہ مجھے ان خرابیوں کو دور کرنا چاہیے۔

(۳) وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچے دل سے فیصلہ کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کا عہد کیا ہے انہوں نے اپنے بارے میں طے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہی حکموں کو ماننا ہے اور ظاہر و باطن پر ہر طرف سے ہونے والے نفس، شیطان اور ماحول کے حملوں سے چوکنا رہنا ہے۔ یہ قسم جو بہت تھوڑی تعداد میں ہے اکا دکا افراد کی شکل میں ہے یہ بھی معصوم اور بے گناہ نہیں ہے غلطیاں چھوٹی بڑی اس سے بھی ہوتی ہے لیکن ان لوگوں کو اس کا احساس ہو جاتا ہے توجہ ہو جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں توبہ و استغفار کرتے ہیں اور اپنا معاملہ ٹھیک کر لیتے ہیں اور پھر اطاعت اور بندگی میں لگ جاتے ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں ان کو اپنے اپنے تعلق کی بقدر دین کا مزہ آتا ہے اطاعت کا ذائقہ آتا ہے دلوں کا اطمینان نصیب ہوتا ہے تکلیفیں ان کو بھی ہوتی ہیں بیماریاں انہیں بھی گھیرتی ہیں لیکن وہ نتھایوں رہتے ہیں اور نہ غمگین لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس:۶۲) نہیں اس دنیا میں بھی جو خوف و حزن کا گہوارہ ہے لطف آنے لگتا ہے۔

یہ کون لوگ ہیں یہ وہ نہیں ہیں جو ہواؤں میں اڑتے ہیں اور پھونک ماردیں تو یہ ہو جائے وہ ہو جائے ان کی پہچان اللہ نے یہ نہیں بتائی ہے اللہ نے اپنے دوستوں کی اور اپنوں کی پہچان یہ بتائی ہے الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (یونس:۶۳) ایک تو ان لوگوں نے ایمان کی دولت حاصل کر لی ہے اور دوسرے یہ کہ اللہ کے سامنے پیش ہونے اور اس کی بندگی کا احساس انہیں مسلسل رہتا ہے غفلت اور بھول ان کا مستقل حال نہیں ہے بلکہ مستقل حال تو یاد اور احتیاط ہی ہے کبھی کبھی بھول جانا الگ بات ہے۔ مسئلہ اصل مستقل حال کا ہے سو وہ ان لوگوں کا درست ہو جاتا ہے۔

لہٰذا میرے بھائیو! آج ایک بات کا فیصلہ کرو پہلی اور دوسری قسم سے نکل کر تیسری قسم میں آنا ہے اس بوڑھے معذور اور قریب المرگ کی یہ وصیت سن لو مان لو کہ اپنے موجودہ حال پر راضی نہ ہو آگے بڑھنے کا ارادہ کرو فیصلہ کرو اللہ سے لو لگاؤ اس سے قرب بڑھاؤ اور نئے سرے سے نئے حوصلے سے اس کی طرف سفر شروع کر دو۔

جہاں معلوم ہو کہ یہاں کچھ لوگ اس مقصد سے جمع ہوتے ہیں وہاں پہنچ جاؤ بات سنو جو راستہ بتلایا جائے اس پر چل کر دیکھو جن لوگوں کو اپنے گرد و پیش میں بہتر پاؤ ان سے پوچھو غرض کہ دل میں ایسی فکر پیدا کرو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ترس آ جائے اور طلب پر قدر آ جائے کیونکہ وہ اپنے قرب کی دولت قدردانوں ہی کو دیتے ہیں۔ (ماخوذ از ماہنامہ الفرقان لکھنؤ بحذف کثیر)

ایمان کی صورت اور اس کی حقیقت

حضرات صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ایمان کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت۔

تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ایمان کی صورت ہے اور اطمینانِ نفس یعنی نفس کا مطمئن ہو جانا یہ ایمان کی حقیقت ہے۔ اور اطمینانِ نفس سے مراد یہ ہے کہ شریعت عین طبیعت بن جائے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ (الاربعین للنووی) ”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی طبعی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔“

اس حدیث میں ایمان سے یہی اطمینان نفس مراد ہے یعنی نفس اس درجہ تک مطمئن ہو جائے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ہر حکم اس کو لذیذ اور شیریں معلوم ہو اور اس کی نافرمانی کا ادنیٰ سا خیال اور معمولی سا وسوسہ بھی آگ میں جلنے سے بدرجہا (کئی گنا) زائد اس پر شاق و گراں (بھاری) ہو۔ ایمان کی اس کیفیت اور حالت کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ذٰلِکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ (یہی واضح ایمان ہے) فرمایا ہے۔

حاشا وکلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز یہ مراد نہیں کہ گناہ کا وسوسہ صریح ایمان ہے۔ ورنہ ہم نالائقوں کے ایمان کا صحابہ کے ایمان سے زیادہ صریح اور جلی (واضح) ہونا لازم آئے گا۔ اس لیے کہ ہمارے نفوس تو ہر وقت وساوس سے گھرے رہتے ہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جب دل میں کفر، فسوق اور نافرمانی کی کراہت اور ناگواری اس درجہ راسخ (پکی) ہو جائے تو اس کیفیت اور حالت کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے صریح ایمان فرمایا۔

اور اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک اِذَا زَنَی الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْہُ الْاِیْمَانُ (سنن الترمذی، کتاب الایمان عن رسول اللہ) ”بندہ جب زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے۔“ سے اسی یقین اور اطمینان کا زائل ہونا مراد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا الآیۃ (النساء: ۱۳۶)

”اے ایمان والو ایمان لاؤ“۔

پہلے اٰمَنُوْا سے تصدیق قلبی مراد ہے اور دوسرے اٰمِنُوْا سے ایمان نفس یعنی نفس کا مطمئن ہو جانا مراد ہے۔ حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ایمان بمعنی اطمینان نفس کو نجات کا مدار نہیں قرار دیا بلکہ اپنی بے پایاں (انتہائی) رحمت سے ایمان کی صورت یعنی تصدیق اور اقرار لسانی ہی کو قبول فرما کر عذاب جہنم سے نجات اور دخول جنت کا وعدہ فرما لیا۔ ہاں قرب الٰہی بغیر اطمینان نفس اور یقین کامل کے نہیں ہو سکتا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ اِیْمَانًا لَا یَرْتَدُّ وَیَقِیْنًا لَیْسَ بَعْدَهٗ کُفْرٌ. (امین یا رب العالمین)

﴿تسہیل و ترتیب: محمد طیب عفی عنہ﴾

عقل کی زکوٰۃ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نادانوں کی بات پر تحمل مزاجی انسان کی عقل کی زکوٰۃ ہوا کرتی ہے (تھی) یعنی عقل مند لوگوں کو چاہیے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کے اوپر دلوں میں روگ نہ پال لیا کریں۔ دوسرے کی غلطی کو معاف کر دینا اور تکلیف برداشت کر لینا انسان کی عقل کی زکوٰۃ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے عقل مند بنایا ہے تو عقل کی زکوٰۃ بھی تو دیا کرو۔ مگر آج دیکھا گیا ہے کہ آدمی خود تو چاہتا ہے کہ میرے بڑے بڑے قصوروں کو معاف کر دیا جائے مگر دوسروں کی چھوٹی چھوٹی غلطی کو بھی معاف کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا

فتنوں کے زمانے میں اپنے ایمان کی حفاظت کرنا

مولانا عبدالرحمٰن صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال صالحہ میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ وہ فتنے ظاہر ہو جائیں جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے (اور ان فتنوں کا یہ اثر ہوگا) کہ صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور شام کو کافر بن جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کفر کی حالت میں اٹھے گا نیز اپنے دین اور مذہب کو دنیا کے تھوڑے سے نفع کے عوض میں بیچ ڈالے گا۔ (مسلم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آنے والے فتنوں کے بارے میں کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ کب اور کیوں نمودار ہوں گے اور ان سے چھٹکارے کی کیا راہ ہوگی۔ لہٰذا ان آنے والے فتنوں سے پہلے ہی اعمالِ صالحہ کے ذریعے اپنی زندگی کو مضبوط بنا لیجئے آنے والے وقت کا انتظار نہ کیجئے۔

رہی یہ بات کہ کفر سے کیا مراد ہے تو ہو سکتا ہے کہ اصل کفر مراد ہو یعنی وہ شخص واقعۃً کفر کے دائرے میں داخل ہو جائے گا یا یہ مراد ہے کہ کفرانِ نعمت (ناشکری) کرنے والا ہو جائے گا یا وہ کافروں کی مشابہت اختیار کرے گا یا وہ ایسے کام کرے گا جو کافر ہی کرتے ہیں۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ فتنہ تمام فتنوں سے بڑھ کر ہوگا۔ کیونکہ ایک ہی دن میں انسان میں ایسی تبدیلی آ جائے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عنقریب لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ اسلام میں صرف اس کا نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کریم میں سے صرف اس کے نقوش باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مسجدیں بظاہر تو آباد ہوں گی مگر حقیقت میں ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سب سے زیادہ بدتر ہوں گے (ظالموں کی حمایت کی وجہ سے) ان ہی سے دین میں فتنہ پیدا ہوگا۔ اور ان ہی میں لوٹ کر آئے گا (بیہقی) یعنی ان پر ظالم مسلط کر دیئے جائیں گے (یہ بُرے علماء کے بارے میں ہے) جبکہ علماء حق اس سے خارج ہیں ان کو آپ نے لوگوں میں بہترین فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فتنے پیدا ہوں گے۔ ان فتنوں میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور چلنے والا سعی کرنے والے سے (کسی سواری کے ذریعے سے یا پیادہ دوڑنے والے سے جلدی چلنے والے سے) بہتر ہوگا۔ اور جو شخص فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا پس جو شخص ان فتنوں سے کوئی نجات کی جگہ یا پناہ گاہ پائے جس کے دامن میں وہ فتنوں سے پناہ لے سکتا ہو تو اس شخص کو چاہیئے کہ وہ اس کے ذریعے پناہ حاصل کر لے۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ یہ فتنوں کا دور ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس فتنے کے دور میں ہمیں ان سے بچا کے رکھے۔ اور اپنی حفظ و امان میں رکھیں۔ اور ہر قسم کے ظاہر و باطنی فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ امین ثم امین

روز محشر میں اللہ تعالیٰ کا اعلان

عبداللہ بن انیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روز محشر اللہ تعالیٰ پکار کر فرمائیں گے کہ میں انصاف کرنے والا بادشاہ ہوں۔ کوئی جنتی جنت میں اور کوئی دوزخی دوزخ میں اس وقت تک نہیں جا سکتا جب تک اہل حقوق کے حقوق ان کو نہ دلا دیئے جائیں۔

ملفوظات حسن

مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے انتخاب

از: جناب محمد راشد صاحب ڈیرہ اسماعیل خان

• فرمایا حال اس چیز کا نام ہے کہ دل میں ایسا تقاضا پیدا ہو کہ جو کام کرنے کے ہیں وہ کرنے لگے اور جو نہ کرنے کے ہیں ان سے بچے۔ بس اسی کا نام حال ہے

• فرمایا اس زندگی میں ایک مرتبہ اللہ کہنے سے جو کچھ انسان کو اجر و ثواب اور قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے اس زندگی کے بعد اگر کروڑ مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لے گا تو رائی کے برابر بھی فائدہ نہیں ہوگا۔

• ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جنت میں بڑی بڑی نعمتیں ہوں گی لیکن ایک چیز نہیں ہوگی۔ فرمایا جانتے ہو وہ کیا چیز ہے جو وہاں نہیں ہوگی۔ پھر خود فرمایا کہ یہ دنیاوی زندگی کے وہ لمحات ہیں، جو انسان کو ملے ہیں جن میں نیک عمل کر کے قرب حق حاصل کر سکتا ہے۔ وہاں کی ابدی زندگی میں یہ نہیں ہوگا کہ عمل کے ذریعے انسان قرب الٰہی حاصل کر سکے اور مدارج عالیہ (بلند درجات) کو پاسکے۔ یہ اسی چند روزہ زندگی کی خصوصیت ہے کہ اس میں یہ دولت عظمیٰ مل سکتی ہے۔

• فرمایا حق تعالیٰ نے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود ۶) فرمایا۔ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ الرِّزْقُ نہیں فرمایا۔ یعنی جو اس کا مقدر رزق ہے وہ حق تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ رزق کو اگر بلا ضمیر فرماتے تو خواہ مخواہ یقینی طور پر رزق دینا لازم ہو جاتا پھر فاقوں کی نوبت نہ آتی۔

• فرمایا ایمان حاصل پر شکر کرتے رہنا چاہیے کہ اس کی برکت سے ایمان پر خاتمہ ہو جائے گا۔

• فرمایا مسلم شریف کی روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو آپ کے سر اور جسم سے پانی کے قطرے گرتے ہوں گے اور پانی ٹپکتا ہوگا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے اس فرمانے کے بعد حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابن کثیر کی روایت میں آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غسل کرنا ثابت ہے۔ اس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا معلوم ہوا کہ وہاں انقلاب نہیں ہے۔ جس حالت میں رفع ہوا اسی حالت میں نزول من السمآء (آسمان سے اترنا) ہوگا۔

• فرمایا کہ اپنے آپ کو ان موجودہ سیاسیات سے بالاتر رکھنا چاہیے۔ اس موقع پر ووٹ دینے کے سلسلے میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کسی ایک پارٹی اور جماعت کیساتھ ایسا وعدہ نہ کرے کہ دوسرا فریق اس کو اپنا مخالف تصور کر بیٹھے بلکہ کسی حکمت کیساتھ فیصلہ کو دوسرے وقت پر ٹال دے۔ اس سے دینی استفادہ میں کسی فریق کیلئے رکاوٹ نہ ہوگی۔ یعنی ہر فریق اور ہر جماعت والا اس کو اپنا ہادی اور رہنما سمجھے گا۔

• فرمایا کھانے میں اگر زہر کا علم ہو تو اس کھانے کو نہیں کھایا جاتا۔ کیونکہ پتہ ہوتا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے خواہ کیسا ہی اچھا کھانا ہو۔ اسی طرح اگر کسی کو یہ علم ہو کہ اس عمل کا یہ نقصان ہے تو پھر وہ عمل نہیں کرنا چاہیے۔ ص ۵۹

• فرمایا کہ جب گھر سے سفر پر نکلو تو یہ کلمے کہہ دیا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ۔ یا اس کا ترجمہ کہہ لیا کرو "اے اللہ تو ہی ساتھی ہے سفر میں اور تو ہی میرے اہل و عیال میں میرا خلیفہ ہے۔" ص ۶۲

• فرمایا محبت کا دعویٰ کر کے پھر موت کو اچھا نہ سمجھنا اور حق تعالیٰ سے ملاقات کرنے اور ان کی طرف جانے کو کڑوا سمجھنا اچھا نہیں۔ ص ۶۲

• فرمایا کہ ایمان اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ اور

تھی بادشاہ عطیہ دے کر واپس نہیں لیا کرتے۔ اس لئے ان شاء اللہ ایمان کے ساتھ دنیا سے جائیں گے۔

فرمایا موت کے وقت کوئی مؤمن موت سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ فوت سے ڈرتا ہے کہ اعمال صالحہ کرنے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے۔ ص ۷۰

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان پر نظر کی جائے تو اندر سے آواز آتی ہے اور تقاضا ہوتا ہے کہ اللّٰہ اکبر کہا جائے۔ ص ۷۶

فرمایا عظمت ومحبت دو دربان ہیں جو شکوک وشبہات کو دل میں نہیں آنے دیتے۔ ص ۸۰

فرمایا اسلام کا مقابلہ کرنے سے آخرت کا عذاب تو ہوگا ہی مگر دنیا میں اہل بصیرت کے نزدیک یہ بڑا عذاب ہے کہ اسلام لانے کی استعداد و قابلیت چھین لیتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ اسلام کی استعداد تو ہر کافر میں ہوتی ہے مگر پیغمبر کی تعلیم کو سن کر اس کا مقابلہ کرتا ہے تو اس مقابلہ کا یہ اثر ہے کہ وہ استعداد کمزور ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر جوں جوں یہ مقابلہ میں ترقی کرتا ہے وہ استعداد کمزور ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (اللہ نے اُن کے دلوں پر مُہر لگادی) کے فرمانے کے یہی تفسیر ہے۔ ص ۸۱

ایک صاحب نے ایک خط میں اپنی پریشانیوں کا ذکر کیا اور زندگی خوشگوار ہونے کیلئے دعا کی درخواست کی۔ فرمایا "یہ تمنا کہ پریشانی نہ ہو، مستقل پریشانی ہے۔ اس کی تمنا ترک کردے پریشان نہ ہو۔ رفع (دور ہونے) پریشانی کی جگہ تو جنت ہے۔" ص ۱۲۵

﴿القول العزیز، حصہ اول/دوم﴾

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔

﴿آمین﴾

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا
استغناء

حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ خلیفہ متوکل باللہ ہمیشہ اس فکر میں رہتا تھا کہ کسی طرح امام احمد پر پچھلے مظالم کی تلافی کرے ایک بار ایک لاکھ روپے بھیجے اور اصرار کیا کہ قبول کرلیں لیکن امام احمد رحمہ اللہ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اپنے مکان میں اس قدر کاشتکاری کر لیتا ہوں جو میری ضروریات کیلئے کافی ہے کہا گیا کہ اپنے لڑکے کو حکم دیجیے وہ قبول کرلے فرمایا وہ اپنی مرضی کا مختار ہے۔ لیکن جب بیٹے عبداللہ سے کہا گیا تو انہوں نے بھی واپس کردیا آخر مجبور ہو کر لانے والوں نے کہا کہ خود نہیں رکھنا چاہتے تو امیر المومنین کا حکم ہے قبول کر کے فقراء ومساکین پر بانٹ دیجیے فرمایا میرے دروازے سے زیادہ امیر المومنین کے محل کے نیچے فقیروں کا مجمع رہتا ہے فقراء ہی کو دینا ہے تو وہیں دے دیا جائے اس ہنگامہ کی یہاں کیا ضرورت ہے؟ ایک مرتبہ اسحاق بن ابراہیم گورنر کے سخت اصرار سے دس ہزار روپے لے لئے تو اسی وقت مہاجرین وانصار کی اولاد میں تقسیم کر دیئے۔

مفتی عبداللہ یاسر صاحب
(نائب مفتی واستاذ جامعہ اشرفیہ، لاہور)

اعتذار — تصحیح فرمالیں

ماہ صفر ۱۴۲۶ھ/مارچ ۲۰۰۵ء کے شمارہ نمبر ۱۷ میں صفحہ ۵ پر نقل کردہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اصل روایت یوں ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرمایا بیماری کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں صفر نہیں (یعنی اس میں کوئی نحوست نہیں) اور غول کچھ نہیں (ایک معنی یہ ہیں کہ دوران سفر جنگل میں بھوت وغیرہ جو مسافروں کو مار دیتے ہیں یہ بھی صرف وہم ہے) الحدیث (رواہ مسلم)

قسط 3

پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ

بیان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم

آپ کہیں گے تم یہ کہہ رہے تھے کہ یہ مسئلہ (ناپ تول میں کمی) پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ اور تقریباً تمام لوگوں کا مسئلہ ہے۔ مگر یہ مسئلہ تو صرف تاجروں سے متعلق نظر آتا ہے کہ ناپ تول تو تاجر ہی کرتے ہیں۔ جو ملازمت کر رہے ہوں مزدوری کرتے ہوں بے چارے وہ ناپ تول میں کیا کمی کریں گے؟ میں عرض کروں گا کہ نہیں، یہ مسئلہ صرف تاجروں کا نہیں ہے، ملازمین کا بھی ہے، مزدوروں کا بھی ہے۔ ملازمین جو ماہوار تنخواہ لیتے ہیں یہ کس چیز کا معاوضہ ہوتا ہے؟ اپنے وقت کا اور محنت کا معاوضہ ہوتا ہے۔ مہینہ بھر ان کا معاہدہ ہے کہ ہم جتنے گھنٹے روزانہ تمہارے ہاں کام کریں گے۔ اور فلاں قسم کا کام کریں گے تو یہ پورا وقت ہم کام پر لگائیں گے اور اس وقت کی اور محنت کی قیمت ہمیں مہینے کے آخر پر تنخواہ کی صورت میں ملے گی۔ تو ملازمین نے اپنا وقت اور محنت فروخت کی ہے اور اس کی قیمت تنخواہ کی صورت میں وصول کرتے ہیں۔ ایک مزدور جو یومیہ اجرت پر کام کرتا ہے مثلاً آٹھ گھنٹے کی اس کی مزدوری کا کام ہے اور اس کی اجرت مثلاً دو سو روپے مقرر ہے۔ تو وہ دو سو روپے میں آٹھ گھنٹے کا وقت اور محنت فروخت کرتا ہے تو تاجر وہ بھی ہوا ملازم بھی تاجر ہے مزدور بھی تاجر ہے۔

یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ میرے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے ۱۹۶۲ء میں جب یہاں پاکستان سے اپنے سابق وطن دیوبند تشریف لے گئے۔ اس سے قبل ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے یہاں آ گئے تھے۔ پھر بارہ یا تیرہ سال کے بعد دیوبند تشریف لے گئے۔ میں اسی سال دورہ حدیث سے فارغ ہوا تھا اور درجہ تخصص فی الافتاء کا طالب علم تھا اور دار العلوم میں کچھ اسباق بھی میرے ذمے تھے۔ میں بھی حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ تھا تو تقریباً ۴۴ سال پہلے کی بات ہے۔ وہاں دار العلوم دیوبند میں بھی والد صاحب کا بیان ہوا۔ دیوبند کے بازار کے لوگوں نے درخواست کی کہ دیوبند شہر کی جامع مسجد میں بیان ہو تو وہاں بھی بیان کیا۔ بازار کی مسجد تھی اور سب سے بڑی مسجد دیوبند کی وہی ہے۔ اس میں والد صاحب رحمہ اللہ نے اسی موضوع پر بات کی تھی اور انہی آیات پر بیان کیا تھا۔ اس میں والد صاحب رحمہ اللہ نے یہ بات کہی تھی کہ جو حکم تجارت میں مال، وزن اور ناپ تول میں کمی کرنے کا ہے وہی حکم اُس ملازم اور مزدور کا ہے جو ڈیوٹی پوری نہیں دیتا، تنخواہ اور دیہاڑی پوری لے لیتا ہے۔ اجرت پوری لے رہا ہے اور جس چیز کی اجرت ہے جس چیز کا معاوضہ ہے وہ چیز پوری نہیں دے رہا اس میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں کے لیے۔ دھوکہ بازی وہ بھی کر رہا ہے دھوکہ بازی یہ بھی کر رہا ہے کہ جس چیز کے پیسے لیے وہ چیز پوری نہیں دی۔ تو تاجر ہو یا ملازم یا مزدور، اس آیت کے حکم میں سب شامل ہیں۔ جو سزا اس تاجر کی ہے جو ناپ تول میں کمی کرتا ہے وہی سزا اس ملازم اور مزدور کی ہے جو ڈیوٹی پوری نہیں دیتا اور تنخواہ اور دیہاڑی پوری لے لیتا ہے۔ اب آپ اندازہ کیجیے کہ یہ مسئلہ ہمارے پورے ملک کا ہے یا نہیں؟۔

ہمارے پورے ملک میں آپ دیکھیے پورے ملک کا نظام درہم برہم ہے۔ سڑکیں اگر ٹوٹ گئیں تو مرمت کرنے والا شاذ و نادر آتا ہے، گلیاں گندگی سے بھری پڑی ہیں، نالیاں گندگی سے اٹی ہوئی ہیں۔ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ بلدیاتی اداروں کے ملازمین تنخواہ پوری لے رہے ہیں ڈیوٹی پوری نہیں دے رہے، اپنے ذمے کا کام نہیں

کر رہے۔ کراچی میں بھی ہم یہی منظر دیکھتے ہیں کہ وہاں کچرا گاڑیاں (گندگی اٹھا کر پھینکنے والی، باہر لے جانے والی گاڑیاں) بلدیاتی اداروں کی طرف سے بہت ہیں اور ملک اور قوم کا بڑا سرمایہ خرچ کر کے باہر سے وہ گاڑیاں درآمد کی گئی ہیں۔ ان گاڑیوں کے ڈرائیور بھی ہیں، ان کا اسٹاف (عملہ) بھی ہے، سب تنخواہیں پوری لیتا ہے لیکن کچرا گاڑی آ کر وہ گندگی نہیں اٹھاتی۔ سڑکوں کے کناروں پر گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ جا کر دیکھ لیجئے کراچی میں۔ تنخواہیں پوری لے رہے ہیں، گندگی کے ڈھیر صاف نہیں کرتے، نالیاں صاف نہیں کرتے۔ اخبار سے ہمیں پتہ چلا کہ کورنگی (کراچی) میں تیرہ ہزار (۱۳۰۰۰) آدمی سویپر (خاکروب) ہیں۔ ہم برسوں سے وہاں رہ رہے ہیں ہم نے کبھی سڑکوں پر کسی کو جھاڑو دیتے ہوئے نہیں دیکھا اور تنخواہیں لے رہے ہیں۔ ہسپتالوں میں جاؤ تو سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو علاج نہیں ملتا کیونکہ ڈاکٹر اور ملازمین اپنے فرائض منصبی کو ادا نہیں کر رہے اور تنخواہ پوری لے رہیں ہیں میں سب کی بات نہیں کر رہا، الحمدللہ بہت سے لوگ وہ بھی ہیں جو حلال کھانے کے عادی ہیں۔ وہ کبھی کام چوری نہیں کرتے، کبھی حرام خوری نہیں کرتے۔ لیکن میں بتا رہا ہوں کہ ہمارے ملک میں یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے، بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اپنی ڈیوٹی پوری دیتے ہوں، جتنے کی تنخواہ، جتنے کی اجرت لے رہے ہیں وہ اس کی ڈیوٹی پورے دے رہے ہوں۔ ہسپتالوں میں علاج نہیں ملتا اور سرکاری تعلیمی اداروں میں بچوں کو تعلیم نہیں ملتی کیونکہ اساتذہ کام چوری میں مبتلا ہیں تنخواہ پوری لے رہے ہیں ڈیوٹی پوری نہیں دے رہے اور پھر سرکاری ملازمین ہی کی بات نہیں کر رہا ہے پرائیویٹ اسکولوں کے اندر بھی یہ بیماری ہوتی ہے اور اللہ معاف کرے۔ الحمدللہ ہمارے دینی مدارس میں یہ بیماری بہت کم ہے لیکن بعض لوگ اس میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ ہمارے اکثر تو ایسے نہیں ہوتے لیکن بعض اساتذہ اس کے اندر کوتاہی کرتے ہیں تو ان آیات میں ان کے لیے تنبیہ ہے۔ عدالتوں میں جاؤ تو انصاف نہیں ملتا کیوں؟ کام چوری۔ تنخواہیں پوری لے رہے ہیں وہاں کا پورا اسٹاف لیکن غریب عوام کو مظلوم کو انصاف نہیں ملتا۔ ڈیوٹی پوری نہیں دیتے۔ اپنے فرائض منصبی کو ادا نہیں کر رہے۔ پولیس میں جاؤ تو انسان کو جان کا تحفظ نہیں ملتا۔ پولیس کا کام ہے جانوں کا تحفظ کرنا وہ تحفظ کرنے کی بجائے اپنا وقت پتہ نہیں کن چیزوں میں گزارتے ہیں۔ تنخواہیں پورے لے رہے ہیں۔ یہ سب ناپ تول میں کمی کرنے والے لوگ ہیں۔ چاہے وہ ملازم ہوں یا بڑے سے بڑے افسران ہوں اور یہ صرف یہیں تک نہیں ہے بلکہ اوپر تک جائیے ہمارے حکام بالا کا حال کیا ہے؟ یہ ساری خرابیاں اس وجہ سے ہیں کہ حکام بالا اپنی ڈیوٹی کو انجام نہیں دے رہے۔ تنخواہیں اور سہولتیں پورے لے رہے ہیں۔ (جاری ہے)

زیادہ کھانے کے عیوب

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق زیادہ کھانے والے میں چھ عیوب پیدا ہو جاتے ہیں۔
(۱) عبادت کی حقیقت سے بہرہ ور نہیں ہوتا (۲) غبی (ذہن کا کمزور) ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے آخرت کو بھولنے لگتا ہے (۳) اعمال صالحہ میں سست ہو جاتا ہے (۴) خواہشات کا پرستار بننے لگتا ہے (۵) سنگ دل ہو جاتا ہے (۶) دین کا ہر حکم اس کے لئے بوجھ دکھائی دیتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

فائدہ: اس دور میں مشائخ و علماء حضرات فاقہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے اس لئے اعتدال ہونا چاہیے نہ تو فاقے کرے نہ زیادہ کھائے بلکہ متوسط راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

قسط ۱۲

احسن المکاتیب

مکاتیب حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ بنام حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ

حال شہوت کے علاج میں حضرت والا نے موت، قبر اور حشر کے لئے انعام الٰہی وغیرہ کا مراقبہ کرنے کے لئے فرمایا تھا اور محبت الٰہی پیدا کرنے کے لئے انعام الٰہی کا سوچنا تجویز فرمایا تھا۔ احقر روزانہ تھوڑی دیر کیا کرتا ہے اور دونوں باتوں میں پہلے سے حالت اچھی محسوس ہوتی ہے۔

ارشاد (شہوت) اگر زیادہ تنگ کرے تو پھر روزہ رکھا کرو

حال شریعت کے مقابلے میں احقر اپنی رائے کو کوئی دخل نہیں دیتا البتہ دنیا کی باتوں میں اگر مناسب سمجھتا ہوں تو کسی کی رائے پر عمل کرتا ہوں ورنہ اپنی رائے پر ہی عمل کرتا ہوں۔ اگر یہ خود رائی قابل علاج ہو تو علاج تجویز فرما دیویں اگر حضرت والا مناسب خیال فرماویں۔

ارشاد علاج کی ضرورت نہیں۔

حال چلتے پھرتے جو ذکر احقر کرتا ہے وہ بالسر (آہستہ) کیا کرے یا بالجہر (آواز سے)؟ گذشتہ دنوں میں تو احقر بالسر ہی کرتا رہا ہے اس کے متعلق حضرت والا کا کیا ارشاد ہے؟

ارشاد ۔ دونوں (کریں)

حال نمازوں کے بعد جو ذکر مشہور ہے یعنی تین دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پھر آیۃ الکرسی پھر آخری تین سورتیں پھر ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر۔ احقر اس کو اب تک کرتا رہا ہے آئندہ احقر اسے جاری رکھے یا نہیں؟

ارشاد ضرور جاری رکھو۔

حال اسی طرح سوتے وقت آیۃ الکرسی ایک دفعہ اور آخری تین سورتیں تین تین دفعہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے سارے جسم پر پھیرنا۔ حضرت والا کا کیا ارشاد ہے؟

ارشاد کرتے رہو۔

حال پہلے یہ جی چاہا کرتا تھا کہ جو رشتہ دار مثلاً ہمارے کام کے نہیں اُسے ضرورت پڑے تو ہمیں استغناء (بے نیازی) کرنی چاہئے۔ اب بفضلہ تعالیٰ اس کا اہتمام ہے کہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اسے آرام پہنچانے کو جی چاہتا ہے۔ کوئی تکلیف کے موقعہ میں استغناء ہے تو اس کی تکلیف کے موقعہ میں خدمت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ شاید اس کا منشا اہتمام ادائے حقوق ہو۔ وَمِنَ اللّٰهِ التَّوْفِیْق۔

پہلے کچھ تعجب سا ہوتا تھا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ یہ دعا کیوں کرتے تھے کہ اہل جنت کی صف نعال (جوتیوں) ہی میں جگہ مل جائے اب دن رات یہی دعا کرنے کو جی چاہتا ہے کہ یا اللہ دوزخ کے عذاب سے کسی طرح نجات مل جاوے۔ پھر خواہ جنت کے ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ میں ڈال دیا جاوے۔ نیز پہلے بعض دفعہ کسی کو دیکھ کر یہ شبہ ہو جاتا تھا کہ شاید ہماری آخرت اس سے بہتر ہو اب تو ہر ایک مسلمان کے متعلق یہ گمان ہوتا ہے کہ یہی ہم سے پہلے جنت میں جاویگا اور اپنا پتہ نہیں کیا حشر ہو۔ شاید ان مذکورہ بالا دونوں حالتوں کا منشاء یہ ہے کہ اب اپنے اعمال کی حقیقت منکشف ہوتی جا رہی ہے کہ وہ کسی قابل نہیں۔

حال آپ کے حالات سے دل خوش ہوا۔

امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) میں شرم وحیاء

آپ ایک مرتبہ تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک جگہ ایک آدمی حمام سے نہا کر نکلا تو اس نے اپنا تہبند باندھا ہوا تھا کہ اس کے گھٹنوں سے اوپر یعنی جسم کا وہ حصہ جو مرد کے لئے چھپانا ضروری ہے وہ ننگا تھا۔ تو آپ نے اپنی آنکھوں کو فوراً بند کر لیا۔ وہ آدمی قریب آیا اور کہنے لگا اے نعمان! آپ کب سے اندھے ہوئے؟ آپ نے فرمایا، جب سے تجھ سے حیا رخصت ہوئی تب سے میں اندھا ہو گیا ہوں۔

ذکر کرنے کو اپنا اصلی کام سمجھیں

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے گناہوں سے بچنے کی یہ تدبیر بیان فرمائی ہے کہ انسان اپنا اصل کام ذکر کو سمجھے کہ میں نے بہت ذکر کرنا ہے اور بہت کثرت سے کرنا ہے اور اس مقصد کیلئے ہاتھ میں تسبیح رکھیں چاہے چھوٹی ہو یا بڑی۔ تسبیح ہاتھ میں ہوگی تو انسان کوئی نہ کوئی ذکر کرتا ہی رہے گا، غافل نہیں ہوگا۔ باقی رہی یہ بات کہ لوگ ہنسیں گے تو لوگوں کے ہنسنے سے کیا ہوتا ہے سو دفعہ ہنسیں، ہمیں تو اپنا کام کرنا ہے، ہم نے نیکی کمانی ہے، ہم نے ذکر کرنا ہے، ہم نے گناہوں سے بچنا ہے۔ کسی کے ہنسنے کی پرواہ نہ ہونی چاہیے۔ جب انسان اپنا اصلی کام ذکر کو سمجھ لیتا ہے اور پھر زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر جو چیز اس ذکر میں رکاوٹ ڈالے اس سے دور رہتا ہے۔ زبان کے سارے گناہ جیسے غیبت، چغلی وغیرہ اور فضول باتیں ختم ہو جائیں گی۔ ضروری بات کرلی پھر ذکر شروع کر دیا۔ اس طرح زبان کے بہت سے گناہ چھوٹ جائیں گے اور نیکیوں کے ڈھیروں کے ڈھیر جمع ہو جائیں گے۔ ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے اتنی دولت ملتی ہے کہ پوری دنیا کی دولتوں سے زیادہ تو جب آپ بار بار سبحان اللہ کہیں گے، ایک منٹ میں سو دفعہ سبحان اللہ کہہ لیں گے تو ظاہر ہے کہ نیکیوں کے ڈھیروں کے ڈھیر جمع ہو جائیں گے۔

والدین کے نیک ہونے کا اثر

میری والدہ محترمہ (رحمہا اللہ) نے مجھ سے کہا کہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے ذکر پوچھو، میں نے پوچھا تو حضرت نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سو دفعہ سبحان اللہ، سو دفعہ الحمد للہ، سو دفعہ اللہ اکبر پڑھا کریں، پانچوں نمازوں کے بعد پڑھنے سے کل تعداد پندرہ سو (۱۵۰۰) ہو جائے گی اور اگر تہجد کی نماز کے بعد بھی پڑھیں تو اٹھارہ سو (۱۸۰۰) ہو جائے گی، تو اتنی زیادہ نیکیاں جمع ہو جائیں گی اور گناہ اتنے نہ ہوں گے تو بیڑہ آخرت میں پار ہو جائے گا۔

والدہ محترمہ بہت نیک تھیں اور ان کی نیکی کی ایک علامت مجھے خواب میں بھی دکھائی گئی کہ دیکھا کہ پل صراط ہے، اندھیرا ہے اور میں نے پل صراط پر قدم رکھا اور اس پر چلنا شروع کیا، اتنے میں والدہ صاحبہ آگئیں اور مجھے کہا چلو! ..... چلو! ..... جیسے جیسے جنت کی طرف بڑھ رہا تھا تو روشنی بھی جو جنت کی طرف سے آرہی تھی بڑھتی جارہی تھی، جلدی سے پل صراط پار کرا دیا۔ آگے جنت مسجد کی شکل میں دکھائی گئی اس میں جا کر محراب میں بٹھا دیا۔

والدہ محترمہ فرماتی تھیں کہ جب تم ہونے والے تھے تو مجھے بہت شوق تھا نفل پڑھنے کا، تھوڑی تھوڑی دیر بعد نفل پڑھا کرتی تھی۔ اسی کی برکت تھی کہ مجھے (حضرت والا کو) نیکی کی توفیق ہوئی۔ سات سال کی جب میری عمر تھی تو جمعہ کے دن والد صاحب جمعہ پڑھنے گھر سے جا رہے تھے میں نے کہا کہ مجھے بھی ساتھ لے جائیے!... فرمایا تجھے نماز آتی ہے؟.... میں نے کہا ابھی سیکھ لیتا ہوں، ہمارے ایک پھوپھی زاد گھر آئے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ میں ابھی نماز سکھا دیتا ہوں اور والد صاحب کے ساتھ جاؤ!.....
چنانچہ انہوں نے مجھے جلدی سے سورۂ فاتحہ یاد کرا دی۔ میں نے والد صاحب سے کہا کہ مجھے نماز آگئی، مجھے ساتھ لیکر جائیں!..... چنانچہ وہ ساتھ لے گئے، وہ دن اور آج کا دن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے میری کبھی نماز قضا نہیں ہوئی،

سات سال کی عمر سے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔

حافظ آباد (شیخوپورہ) میں ہم رہتے تھے، وہاں ایک ہندو آریا سکول میں مجھے داخل کرایا گیا کیونکہ گھر کے قریب وہی تھا، وہاں پر میں نے چوتھی تک پڑھا۔ تمام استاد ہندو تھے اور طالب علم بھی اکثر ہندو تھے، کچھ مسلمان طالب علم تھے۔ مجھے یاد ہے کہ تیسری جماعت میں جب ظہر کی نماز سکول کے وقت آجاتی تھی تو میں استاد جی سے کہا کرتا کہ میں نے نماز پڑھنی ہے وہ کہتے ٹھیک ہے تم نماز پڑھ لو، چنانچہ میں نماز پڑھ کر سکول آجاتا۔

بہرحال والدین کا بڑا اثر ہوتا ہے بچے پر۔ والد صاحب نماز پڑھنے جارہے تھے مجھے ساتھ لے گئے اور ایسے ساتھ لے گئے کہ آج تک وہ ساتھ باقی ہے۔ کبھی سفر میں حضر میں نماز نہیں چھوڑی، حالانکہ بچپن میں ہی کراچی تک کا سفر کرتا رہا۔ بعض اوقات میں چھوٹا ہوتا تھا تو جن لوگوں کو مسئلے کا پتہ نہیں ہوتا تھا تو وہ مجھے امام بنا دیتے تھے، میں کہتا بھی کہ میں چھوٹا ہوں، کہتے کہ تم معصوم ہو تم امام بنو۔ اس وقت مجھے بھی مسائل کا زیادہ پتہ نہیں تھا میں نے پڑھا دی۔

مواعظ اشرفیہ کا اثر

مسائل کا پتہ تو مجھے بعد میں چلا، جب میں دسویں جماعت میں آیا۔ ہمارے ماموں مولانا کرم الٰہی صاحب جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے انہوں نے وعظ پڑھنے کیلئے دیے تھے۔ میں سکول کی تعلیم میں بڑی محنت کرتا تھا اور اول دوم آیا کرتا تھا، ابھی دسویں کے امتحان میں تین مہینے باقی تھے، وعظ کی وجہ سے دین سے لگاؤ ہو چکا تھا تو ایک دفعہ مجھے ایک دم یہ خیال آیا کہ میں انگریزی تعلیم میں اتنی محنت کرتا ہوں کیوں نہ یہی محنت عربی دینیات میں کروں۔ یہ خیال اتنا پکا آیا کہ سب کچھ مجھ سے چھوٹ گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ میں نے امتحان نہیں دینا اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لینا ہے، لیکن والد صاحب کا ڈر تھا کہ وہ نہیں مانیں گے۔

والد صاحب کو جب میرے ارادے کا پتہ چلا تو فرمایا کہ بیٹے!... یہ تین مہینے پڑھائی کے باقی ہیں امتحان دے دو۔ اس کے بعد جہاں تم کہو گے ہم وہاں داخل کردیں گے، یہ تمہارے ساتھ وعدہ ہے۔ چنانچہ امتحان دیا فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوا۔ تو میں نے کہا کہ اب مجھے جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخل کرا دیجئے..... والد صاحب نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ، ہم تمہیں حضرت مفتی محمد حسن صاحب (رحمہ اللہ) کے پاس لیکر جائیں گے اور ان سے مشورہ کریں گے، جیسے وہ فرمائیں گے ویسا کریں گے اگر اجازت دیں تو کالج میں داخل کرا دیں گے نہ دیں تو مدرسہ میں داخل کرا دیں گے۔ مشورے سے پہلے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو میں نے خط لکھ دیا کہ حضرت آپ کے پاس ایک باپ اور بالغ بیٹا آنے والے ہیں، باپ بیٹے کو انگریزی تعلیم پڑھانا چاہتا ہے اور بیٹا عربی پڑھنا چاہتا ہے، فیصلہ آپ پر چھوڑا ہے بتایئے! آپ کیا فیصلہ کریں گے؟ میں نے خط دیا دوسری طرف والد صاحب اور میرے بہنوئی مجھے لےجانے سے پہلے، حضرت مفتی صاحب کی رائے پوچھنے اور ان کو اس بات پر تیار کرنے کیلئے کہ مجھے کالج کا مشورہ دیں، لاہور حضرت مفتی صاحب کے پاس تشریف لائے۔ میرا خط اس سے پہلے حضرت مفتی صاحب کو مل چکا تھا، انہوں نے تکیہ کے نیچے سے میرا خط نکالا اور ان کو دکھاتے ہوئے خط کا حاصل والد صاحب کو یہ بتلایا کہ اس کا خط آچکا ہے اور لکھا ہے کہ اگر تم نے مجھے کالج میں داخل کرایا تو میں قیامت میں آپ کا گلا پکڑوں گا، اب میں کیسے انکار کرسکتا ہوں؟ چنانچہ وہ ناکام واپس ہوئے اور مجھے حضرت مفتی صاحب نے خط کے جواب میں یہ لکھا کہ اگر مجھ پر اعتماد نہیں تو میرے پاس فیصلہ کے لئے مت آؤ۔ میں ڈر گیا

کہ حضرت ناراض ہو گئے ہیں، میں نے پھر معافی کا خط لکھا اور عرض کیا کہ آپ مجھے عربی پڑھنے کی اجازت دے دیں، میں انگریزی پڑھنے کالج نہیں جانا چاہتا۔

عربی دینیات کا آغاز

اس کے بعد میرے بڑے بھائی اختر صاحب کے ساتھ مجھے حضرت مفتی صاحب کے پاس والد صاحب نے فیصلہ کرنے کے لئے بھیجا کہ جیسے حضرت فرمائیں ویسے کر لینا۔ چنانچہ جب حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ جاؤ عربی تعلیم شروع کر دو اور مجھے اور مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب کو حضرت مولانا خدابخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو درجہ قرآن میں استاد تھے، ناچیا تھے اور عالم بھی تھے کے پاس بھیج دیا جنھوں نے ہمیں صرف اور نحو کی ابتدائی کتاب شروع کرا دیں۔

اللہ تعالیٰ سے مانگیں

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پڑھنے کی اور پھر پڑھانے کی بھی توفیق دی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتا ہے، ہم کہیں کہ ہم اپنے زور سے آگئے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ کہاں امید تھی کہ دن رات سکول کی تعلیم کو پڑھنے والا عربی دینیات پڑھ لے گا، پھر کتابیں بھی پڑھانے کا موقع مل جائے گا، یہ محض ان کا انعام ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے مانگیں، وہ دیتے ہیں، وہ مانگنے والوں کو محروم نہیں فرماتے، جتنا کوئی مانگتا ہے اس سے زیادہ دیتے ہیں، بار بار مانگتا ہے تو بار بار دیتے ہیں، جتنا زیادہ مانگیں گے اتنا خوش ہوتے ہیں۔ دنیا میں کسی کے پاس مانگنے جائیں، دو تین مرتبہ پھر چلے جائیں تو ایک دو دفعہ تو دے دے گا پھر کہے گا کہ تم تو روزانہ ہی آجاتے ہو۔ یہ کیوں ہے؟ یہ اس لئے کہ انسانوں کے خزانے محدود ہیں، ڈرتے ہیں کہ ختم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے ختم ہونے والے نہیں، وہ دیتے ہیں اور بہت دیتے ہیں، کافروں اور گناہگاروں تک کو دیتے ہیں۔ ان کو اس لئے نہیں دیتے کہ ان کا کفر اور ان کے گناہ پسند ہیں بلکہ مہلت دے رکھی ہے کہ سوچو، سمجھو، غور کرو، اپنی مرضی سے ایمان لاؤ، نیکی کرو، کفر اور گناہوں سے توبہ کر لو، وہ کسی کو مجبور نہیں کرتے۔ وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں نہ ان کا دین کسی کا محتاج ہے۔ اس لئے وہ دین کو زبردستی کسی کے ساتھ چپکاتے نہیں، جو شوق سے سو دفعہ کوشش کرے اس کو عطا فرماتے ہیں اس لئے ہمیں توبہ میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

نماز کبھی نہ چھوڑیں

سب سے زیادہ نماز کی پابندی ضروری ہے۔ میں اپنے رشتہ داروں کو کہا کرتا ہوں کہ دیکھو نماز نہ چھوڑو، نماز پابندی سے پڑھو، تھوڑی غلطیاں تو ہو جاتی ہیں لیکن نماز نہ چھوڑیں۔ پانچ وقت نماز پڑھنے کی برکات اگر حاصل ہوتی رہیں تو اور وقت میں اگر گناہ ہوں گے تو تھوڑے ہوں گے، پانچ وقت نماز کی نیکیاں اتنی زیادہ ہو جاتی ہیں کہ اور اتنے زیادہ گناہ نمازی آدمی کرتا ہی نہیں کچھ صغیرہ گناہ ہوں تو وہ نماز کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ بہت سے بڑے گناہوں سے نمازی آدمی بچا ہی رہتا ہے۔ کچھ گناہ بھی ہوں تو نماز پڑھنے کی برکت سے گناہ چھوٹ جائیں گے۔ اس لئے نماز کی پابندی کو نہ چھوڑیں اور اس کے بعد جتنا زیادہ ہو سکے نیکی میں ترقی کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیں۔ (آمین)

آیت کریمہ کی فضیلت

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ یہ پڑھ لے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ اسے آیت کریمہ کہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی اپنی بیماری میں اس کو چالیس مرتبہ پڑھ لے تو اگر صحت ملی تو اللہ تعالیٰ گناہوں سے پاک فرما دیں گے اور اگر اس بیماری میں اس کی موت آگئی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہداء کی قطار میں کھڑا فرما دیں گے (مستدرک حاکم)

خواب کی شرعی حیثیت اور آداب

مولانا محمد تنویر خان صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نبوت منقطع (ختم) ہوگئی اور سوائے مُبشّرات (خوشخبری دینے والی چیزوں) کے نبوت کا کوئی حصہ باقی نہیں رہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: سچے خواب، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبشرات ہوتے ہیں اور یہ نبوت کا ایک حصہ ہے (بخاری) ایک اور حدیث میں فرمایا گیا کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں (۴۶) حصہ ہے (بخاری)۔

مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ابتداء میں چھ ماہ تک آپ پر وحی نہیں آئی بلکہ چھ ماہ تک سچے خواب آتے رہے کہ جو واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا ہوتا بعینہ وہی واقعہ بیداری میں پیش آجاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خواب سچا ہو جاتا اور صبح کے اجالے کی طرح اس خواب کا سچا ہونا لوگوں کے سامنے واضح ہو جاتا۔ ان چھ ماہ کے بعد وحی کا سلسلہ شروع ہوا اور نبوت ملنے کے بعد تئیس (۲۳) سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما رہے جن میں سے پہلے چھ ماہ سچے خوابوں کا زمانہ تھا۔ اب تئیس (۲۳) کو دو سے ضرب دیں تو چھیالیس بن جائیں گے گویا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت کے زمانے کو چھیالیس حصوں میں تقسیم کیا جائے تو اس میں سے ایک حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے خواب ہی آتے رہے وحی نہیں آئی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیس واں حصہ ہے اور اشارہ فرمایا کہ یہ سلسلہ میرے بعد بھی جاری رہے گا اور ایک حدیث میں فرمایا کہ قیامت کے قریب آخری زمانے میں مسلمانوں کو بیشتر خواب سچے آئیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواب بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اور آدمی کو اس کے ذریعے بشارتیں ملتی ہیں لھذا اگر خواب کے ذریعہ کوئی بشارت ملے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

لیکن اس میں افراط و تفریط (کمی و زیادتی) سے بچنا چاہیے کہ بعض لوگ تو سچے خوابوں کے آنے کو مانتے ہی نہیں یہ بھی درست نہیں اور دوسری طرف کچھ لوگ خوابوں کے پیچھے ہی پڑے رہتے ہیں اور خواب ہی کو نجات کا مدار اور فضیلت کا معیار سمجھ بیٹھے ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ اصل معیار انسان کی فضیلت کا یہ ہے کہ بیداری کی زندگی اس کی سنت کے مطابق ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ہزار خواب نظر آئیں، ہزار کرامتیں اس سے صادر ہوں وہ معیار فضیلت نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ دیکھے کہ میں جنت میں پھر رہا ہوں اور وہاں پر سیر کر رہا ہوں اور یہ خواب دیکھنے کے بعد اعمال کے اندر اور زیادہ کوشش کرتا ہے تو یہ علامت ہے کہ وہ خواب اچھا ہے اور بشارت والا ہے اور اگر اعمال کو چھوڑ کر بیٹھ جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خواب نے اس کو دھوکے میں ڈال دیا۔

یہ بات بھی ضرور یاد رکھیں کہ ہمارے دیکھے ہوئے خواب کی بات کو اللہ تعالیٰ نے مسائل شریعت میں حجت نہیں بنایا اور جو ارشادات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قابل اعتماد واسطوں سے ہم تک پہنچے ہیں وہی حجت ہیں لھذا اگر کسی کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسی بات کا حکم دیں جو شریعت کے دائرے میں نہیں تو اس خواب کی وجہ سے وہ کام کرنا جائز نہ ہوگا اور ہم یوں کہیں گے کہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے یا پوری بات یاد نہیں رہی۔ البتہ خواب میں کوئی بات شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص برا خواب دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ تھتکار دے اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے اور جس کروٹ پر دیکھا تھا اس کی جگہ دوسری کروٹ بدل لے، پھر یہ خواب ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی نقصان نہ پہنچائے گا (مسلم)۔ اگر کوئی اچھا خواب دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اگر کسی سے ذکر کرنا چاہے تو اپنے محبت کرنے والوں سے اس کا تذکرہ کرے ہر ایک کو نہ بتائے کیونکہ بعض اوقات کوئی اس کی الٹی سیدھی تعبیر بیان کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے اس اچھے خواب کی تعبیر اس کے مطابق ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کوئی آ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا خواب عرض کرتا تو آپ یہ دعا پڑھتے خَیْرًا تَلْقَاہُ وَشَرًّا تَوَقَّاہُ خَیْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِّاَعْدَائِنَا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بھلائی تم کو عطا فرمائیں اور اس کے شر سے تمہاری حفاظت فرمائیں اور خدا کرے کہ یہ خواب ہمارے لئے اچھا ہو اور ہمارے دشمنوں کیلئے برا ہو۔ (مجمع الزوائد) اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں اور اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین (تلخیص از اصلاحی خطبات)

تکبر پر فوری پکڑ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے تکبر کے بارے میں ایک عجیب بات فرمائی ہے۔ فرمایا جتنے گناہ ہیں ان کی سزا میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے تاخیر کا امکان رہتا ہے اور احتمال ہوتا ہے کہ فوراً نہ پکڑیں لیکن تکبر ایک ایسا گناہ ہے کہ جس کی سزا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیر نہیں کی جاتی بلکہ جلد پکڑ کی جاتی ہے۔ اور اس کی پہلی کڑی یہ ہوتی ہے کہ متکبر مخلوق کی نگاہ سے گر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دل سے اس کی وقعت نکال دیتے ہیں۔ یہ سزا بھی معمولی نہیں۔ (اعمال الصالحین)

فقراء اور غرباء کا مقام

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت میں اللہ رب العزت بعض بندوں سے اس طرح معذرت فرمائے گا کہ جس طرح دنیا میں تم آپس میں کرتے ہو۔ ایک فقیر سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تجھے غریب اس لئے نہیں بنایا تھا کہ میری نظر میں تو فقیر تھا بلکہ دنیا کی بجائے یہاں آخرت میں تیرے درجے بلند کرنے تھے اور ایک مخصوص اعزاز بخشا تھا۔ بہت سے لوگ جہنمیوں کی صف میں کھڑے ہیں ان کے پاس جا اور جس جس نے دنیا میں تیری مدد کی اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جا چنانچہ وہ بہت سے لوگوں کو صف سے نکال کر جنت میں داخل کرا دے گا۔

یہ وہ اعزاز ہے جو دنیا کی تکلیفوں کے بدلے میں صاحب فقر کو ملے گا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غریبوں سے بہت محبت کرو۔ ان کے پاس بڑی دولت ہے لوگوں نے عرض کیا وہ کون سی دولت ہے؟ ارشاد فرمایا کہ قیامت میں ان سے کہا جائے گا جس نے تجھ کو روٹی کا ٹکڑا، پانی کا گھونٹ دیا ہو اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جا۔

اہلیہ عابد لطیف صاحبہ

گناہ معاف کرالیجئے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دن میں ایک سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہا اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (بخاری و مسلم)

حلال مال حاصل کرنے کا بیان

از بہشتی زیور

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال اور حرام ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں (یعنی ان کے حلال اور حرام ہونے میں شبہ ہے بعض اعتبار سے ان کا حلال ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعض اعتبار سے حرام ہونا) جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے اور ایسے لوگ کم ہیں جو ان کو جانتے ہیں اور بڑے متقی عالم جو اپنے علم پر اچھی طرح عمل کرتے ہیں پس جس شخص نے پرہیز کیا شبہ کی چیزوں سے بچالیا اس نے اپنے دین کو اور جو شخص شبہ کی چیزوں سے پرہیز نہیں کرتا وہ رفتہ رفتہ صحیح حرام چیزوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جہاں نفس نے ذرا گنجائش دی گئی وہ رفتہ رفتہ اس قدر خرابی برپا کرتا ہے کہ خدا کی پناہ ہلاک ہی کر دیتا ہے۔ سو جو شخص مال کے بارہ میں احتیاط نہ کرے جو ملا سے قبول کرے کسی شبہ کی پرواہ ہی نہ کرے وہ عنقریب حرام کھانے لگے گا۔ نفس کو ہمیشہ شریعت کا قیدی بنا کر رکھنا چاہیے کبھی آزاد نہ کرے اور گو ایسے شبہ کا مال کھانا جس کا حال معلوم نہ ہو کہ اس میں کتنا حلال ملا ہے اور کتنا حرام جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور رفتہ رفتہ شبہ سے صریح حرام میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہے لہذا چاہیے کہ شبہ کی باتوں سے بھی بچے کہ اصل مقصود اور ہمت کی بات بھی یہی ہے۔ خوب سمجھ لو کہ مثل اس چرواہے کہ جس کو بادشاہ نے اپنے جانور چرانے کیلئے خاص کر لیا ہے قریب ہے کہ یہ چرواہا اس چراگاہ (یعنی جو ایسی چراگاہ کے گرد چراتا ہے وہ عنقریب خاص چراگاہ ہی میں چرانے لگے گا یا تو اس طرح کہ جانوروں کا اس طریقے پر چرانا کہ اس حد سے آگے نہ بڑھے دشوار ہے یا اس طرح کہ خود چرواہے ہی کو عنقریب ایسی دلیری ہو جائے گی کہ وہ اس طرح احتیاط نہ کرے گا۔ اسی طرح نفس کو احتیاط نہیں ہوتی اور کبھی تو ابتدا ہی سے جہاں شبہ کے درجہ پر پہنچا حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی کچھ دنوں کے بعد یہ حالت ہوتی ہے اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خود روکنا اس کی چراگاہ کو صرف اپنے لئے خاص کر لینا اور دوسروں کو اس میں چرانے سے روکنا زمینداروں کو جائز نہیں اور یہاں تو فقط مثال بیان کرنا مقصود ہے) آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے اور اللہ کی چراگاہ جس کی حفاظت کی گئی ہے اس کے محارم ہیں (یعنی جن چیزوں کو اس نے حرام فرمادیا ہے تو جو شخص ان حرام چیزوں سے نہیں بچے گا وہ اللہ تعالیٰ کی خیانت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ بادشاہ کی خیانت کرنا بغاوت ہے اور اللہ تعالیٰ چونکہ اعلیٰ درجہ کے بادشاہ ہیں لہذا ان کی خیانت اعلیٰ درجہ کی بغاوت ہے جس کی سزا بھی بہت بڑی ہے۔ آگاہ رہو کہ انسان کے بدن میں ایک بوٹی ہے جب وہ درست ہوگی اور اسمیں باطنی یا ظاہری خرابی پیدا نہ ہوگی کل (سارا) بدن درست ہوگا اور جب وہ خراب ہوگی تو تمام بدن خراب ہوگا۔ آگاہ رہو وہ بوٹی دل ہے۔ یعنی سلطان البدن (یعنی بدن کا بادشاہ) ہے۔ دل کی درستی سے تمام اعضاء درست رہتے ہیں اور دل کی درستی موقوف ہے اطاعت الٰہی پر۔ گناہ کرنے سے دل اندھا ہو جاتا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ نیکیوں کا وجود موقوف ہے دل کی درستگی اور صفائی پر اور دل کی صفائی میں حلال مال کو خاص دخل ہے پس اس سے ترغیب ہوگئی اہتمام حلال پر۔

﴿جناب علی بہادر صاحب ضلع بنوں﴾

وضاحت ترتیب ماہنامہ علم وعمل

ماہنامہ "علم وعمل" ماہ نومبر 2003 سے شروع ہوا۔ شمارے نمبر 17 تک ترتیب سے نمبر لگتے گئے۔ پھر گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق 12 نمبر کے بعد دوسری جلد شروع ہو جاتی ہے۔ ہم نے شمارہ 8 کو شمارہ نمبر 6 لکھا ہے۔ یعنی شروع نومبر سے ہوا۔ لہذا نومبر سے نومبر اس کے شمارے ہونگے جلد کے حساب سے تبدیل ہو جایا کریں گے مگر قارئین کی سہولت کیلئے شروع سے ابتک کا نمبر بھی گول دائرے میں "مین ٹائٹل" پر اور "سب ٹائٹل" پر دیا جایا کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

قسط ۹

سود کے لین دین میں مروجہ ناجائز طریقے

از مدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اما بعد ۔

فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ جُزْأً اَيْسَرُهَا اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهُ.

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے فرمایا کہ سود میں ستر حصے (گناہ کے) ہیں جس میں سب سے ہلکا جز (گناہ) اپنی ماں سے زنا کی طرح ہے۔(69 گناہ اس سے بڑے ہیں)۔۔۔۔(ابن ماجہ بیہقی)

سود کے سلسلے میں عام طور پر صرف نقد روپیہ کے لین دین کو جس پر نفع طے کرلیا جائے سود سمجھا جاتا ہے۔یعنی ایک شخص نے کچھ رقم قرض لی اور یہ طے کرلیا کہ جب تک یہ رقم واپس ادا نہیں کروں گا ۔ دس یا بارہ فیصد رقم ادا کروں گا جو بطور سود ہوگی ۔ اصل رقم بدستور رہے گی ۔ ظاہر ہے کہ یہ سود ہے اس کا لینا دینا دونوں حرام ہیں ۔ بظاہر اسی لین دین کو سود کہتے ہیں ۔لیکن واقعہ یہ ہے کہ سود کے مسائل نہایت نازک ہیں اور بہت سی صورتوں میں سود کا اطلاق ہوجاتا ہے۔

سود کے یہ مسائل بہشتی زیور حصہ پنجم میں دیکھے جاسکتے ہیں ۔ان کا مطالعہ کرنا ضروری ہے تاکہ کوئی مشکوک لین دین سہواً (بھولے سے، غفلت میں) بھی نہ ہو۔

عام طور پر تجارت پیشہ افراد کس طرح سود لیتے اور دیتے ہیں ۔ ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔۔بینک سے روپیہ نقد قرض لیا ۔ اس کی ضمانت میں جائیداد رکھی یا نہیں رکھی ۔ قرض لئے ہوئے سرمایہ پر سود ادا کرتے رہے یہ طریقہ عام طور پر رائج ہے ۔ بنک کے علاوہ بھی کچھ لوگ یہ کاروبار کرتے ہیں ۔

(۲)۔۔۔۔۔بینک کے ذریعہ لیٹر آف کریڈٹ کھول کر مال منگوایا ۔چونکہ اس مال کی قیمت خریدار کی جانب سے ادا کرنے کی ضمانت لیتا ہے ۔اس لئے بینک اس ضمانت والی رقم پر سود وصول کرتا ہے۔

(۳)۔۔۔۔۔اگر خریدار نے مال بینک کے ذریعہ کسٹم سے وصول کرایا تو بینک مزید سود اس رقم پر وصول کرے گا کہ جو کسٹم کی ادائیگی کے سلسلہ میں بینک ادا کرے گا ۔

(۴)۔۔۔۔مال فوری طور پر فروخت کرنا مقصود نہیں ہے یا بینک کی رقم ادا کرنے کا انتظام نہیں ہے تو یہ مال بنک اپنے گودام میں رکھ لے گا اور اس تمام عرصہ کے اخراجات کرایہ گودام وغیرہ کے علاوہ اس تمام رقم پر سود وصول کرتا رہے گا جو بینک نے اس مال پر خرچ کی ہے۔

اس کے علاوہ تجارتی اداروں کو بینک اوور ڈرافٹ بھی دیتا ہے جس پر سود لیا جاتا ہے۔

(۵)۔۔۔۔۔کاروباری افراد آپس میں یہ سب لین دین کرتے ہیں ۔تمام بڑی مارکیٹیں اس قسم کے کاروبار میں احتیاط نہیں کرتیں اور ایک دوسرے کا مال گروی رکھ کر سود پر روپیہ دیتے اور لیتے ہیں ۔جس کا اصل مقصد مال کو روکنا اور زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنا ہے۔

غرض یہ کہ درجنوں صورتوں میں سرمایہ دار چھوٹے تاجر کو سود کے ذریعہ شکنجے میں جکڑے رکھتا ہے۔

انعامی بانڈز: انعامی بانڈز کے نام سے جو انعام دیا جاتا ہے حقیقتاً وہ سود کی ایک شکل ہے۔ ایسی رقم کا استعمال حرام ہے۔

دوہرا گناہ: سود بھی حرام، رشوت بھی حرام ہے اگر کوئی شخص سود کی رقم کو رشوت میں دے تو اس سے دوہرا گناہ ہوگا ایک گناہ سود لینے کا دوسرا رشوت دینے کا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین اما بعد۔

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

(سورۃ حٰمٓ السجدۃ: آیت: ۳۳ پارہ: ۲۴)

ترجمہ اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تین باتیں ارشاد فرمائیں ہیں۔

﴿۱﴾---اس سے زیادہ کس کی بات اچھی ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے، دعوت والا کام کرے، دین کی طرف بلائے، حق واضح کرنے میں اپنی کوشش خرچ کرے آجکل دن رات گناہوں کا بازار گرم ہے جس سے لوگ جہنم کی طرف بھاگتے چلے جارہے ہیں اسلئے ہمیں چاہیے کہ ہم لوگوں کو ایمان کی طرف بلائیں دین کی باتیں پہنچائیں گناہ چھوڑنے اور نیکی کرنے کی تبلیغ کریں اور جنت کی طرف دعوت دیں۔

﴿۲﴾---اور خود عمل صالح (نیک کام) کرے۔ گناہوں سے اپنے آپکو بچائے۔ عقیدہ ٹھیک رکھنے کے ساتھ ساتھ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج قربانی، سجدہ تلاوت، معاملات درست کرنا، معاشرت یعنی رہن سہن ٹھیک کرنا، کسی کو تنگ نہ کرنا، اخلاق اچھے ہوں تو اپنانا، برے ہوں تو ان سے بچنا وغیرہ کی پابندی کرے۔

﴿۳﴾---قوت اور یقین سے کہے کہ میں مسلمان ہوں، مسلمان بن کر دکھائے، مسلمانوں کی بدنامی کا ذریعہ نہ بنے۔

سبق آموز واقعہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمہ اللہ کے ایک مرید غیر ملکی سفر میں تھے۔ غیر مسلموں کی عادت ہے کہ ابتدائی طور پر مسافر کو کچھ پیش کر دیا جائے۔ ویسے اسلام نے بھی سکھایا ہے کہ مہمان آئے تو جو حاضر ہو وہ جلدی پیش کرنا چاہیے۔ مگر بعض غیر مسلموں کا دستور کچھ اس طرح ہے کہ ابتدائی پیش کردہ چیز کو کوئی انکار کر دے تو وہ بہت برا مانتے ہیں۔ چنانچہ حسب عادت جہاز میں ابتدائی طور پر سب کو شراب پیش کی گئی مگر اس اللہ والے نے لینے سے اور پینے سے انکار کر دیا۔ ایئر ہوسٹس نے فارغ ہو کر ان صاحب سے پوچھا کہ آپ نے کیوں انکار کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرا ایک سوال ہے وہ یہ کہ پائلٹ کو دوران ڈیوٹی آپ یہ پلا سکتی ہیں؟ ائیر ہوسٹس نے کہا نہیں، انہوں نے پوچھا کہ کیوں نہیں پلا سکتے؟ ائیر ہوسٹس نے جواب دیا کہ وہ آن ڈیوٹی ہے اور ہمارا قانون ہے کہ پائلٹ دوران پرواز شراب نہیں پی سکتا۔ ان اللہ والوں نے فخر سے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکامات بجالانے کیلئے آن ڈیوٹی ہوتا ہے۔

اس واقعہ سے ہمیں سبق ملا کہ ہمیں شکریہ کے انداز میں یہ کہنا کہ میں مسلمان ہوں یہ بھی مطلوب و مقصود ہے اور ہمیں اپنے مذہب اسلام کی قدر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔ امین ثم امین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علیٰ الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین (ترتیب از مدیر ماہنامہ علم و عمل)

نیک صحبت حضرت سمنون رحمہ اللہ محبت سے متعلق قصہ بیان فرمارہے تھے کہ ایک چڑیا ان کے قریب آبیٹھی اور تھوڑی دیر بعد ان کی گود میں آبیٹھی اور تڑپنے لگی اور پھر مرگئی۔ **فائدہ**: دیکھیے صحبت کا اثر جانور پر ہوا۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں سننی اور سنانی چاہئیں تاکہ انکے احکامات شوق سے ادا ہو سکیں۔ (حقوق الہائم)

کوشش کیا کریں کہ دوسروں کی غلطیوں کو فوراً معاف کریں۔ بات دل سے ہی نکال دیا کریں اس لئے کہ دل سے رنجش دور کردینے سے انسان کے سینے میں کینہ نہیں رہتا۔ جو رنجشیں باقی رہ جاتی ہیں یہی تو کینہ بن جاتی ہیں دین کی نظر میں کینہ بہت بُری چیز ہے۔ ''سینہ بے کینہ'' کا مطلب ایسا سینہ ہے جس میں کسی کے خلاف نفرت نہ ہو، کسی کے خلاف دل میں غیض وغضب نہ ہو۔ مؤمنوں کے بارے میں دل میں کینہ نہ رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے سینہ بے کینہ مانگا کریں۔ اگر کسی سے ایذا بھی پہنچے تو دل سے اس کو معاف کردینا یہ خلق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی معاف فرمادیا کرتے تھے۔ بلکہ امت کے اولیاء اللہ نے تو معافی کیا ایسی ایسی مثالیں قائم کردیں کہ انسان حیران ہوجاتا ہے۔

ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ

ایک بزرگ حج کے سفر پر گئے۔ ایک جگہ گزر رہے تھے ان کے ہاتھ میں ایک تھیلہ تھا۔ اس میں ان کے پیسے تھے۔ ایک چور ان کے ہاتھ سے وہ تھیلہ چھین کر بھاگ گیا۔ کافی دور جاکر اس کی آنکھوں کی بینائی اچانک زائل ہوگئی۔ اس چور نے رونا شروع کردیا۔ لوگوں نے پوچھا، بھائی کیا ہوا؟ کہنے لگا میں نے ایک آدمی کا تھیلہ چھینا ہے، وہ کوئی مقرب بندہ لگتا ہے، بڑا اچھا بندہ لگتا ہے، میری آنکھوں کی بینائی زائل ہوگئی ہے۔ خدا کے لئے مجھے اس کے پاس پہنچاآؤ تاکہ میں اس سے معافی مانگ سکوں۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ واقعہ کہاں پیش آیا؟ کہنے لگا فلاں حجام کی دکان کے پاس پیش آیا۔ لوگ اس کو اس دکان کے پاس لے کر آئے اور حجام سے پوچھا کہ بتاؤ اس طرح کا آدمی یہاں سے گزرا ہے؟ آپ اسے جانتے ہو؟ اس نے کہا مجھے اس کے گھر کا تو پتہ نہیں البتہ نمازوں کے لئے وہ آتے جاتے ہیں، اگلی نماز کے لئے پھر آئیں گے۔ لوگ انتظار میں بیٹھ گئے۔ وہ بزرگ اپنے وقت پر تشریف لے آئے۔ لوگ اس چور کو اس کے پاس لے کر گئے تو اس چور نے جاکر ان کے ہاتھ پکڑے، پاؤں پکڑے کہ مجھ سے غلطی ہوئی، گناہ ہوا، میں نادم ہوں، شرمندہ ہوں، میری بینائی کو ٹھیک کردیں۔ وہ بزرگ کہنے لگے کہ میں نے تو تجھے پہلے ہی معاف کردیا ہے۔ یہ بات سن کر وہ چور بڑا حیران ہوا۔ کہنے لگا: حضرت! میں تو آپ کا تھیلہ چھین کر بھاگا اور آپ فرماتے ہیں کہ میرے معافی مانگنے سے پہلے ہی آپ نے مجھے معاف کردیا ہے۔ وہ فرمانے لگے ہاں میرے دل میں کوئی بات آگئی تھی۔ فرمانے لگے کہ میں نے ایک حدیث پڑھی، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جب میری امت کا حساب پیش کیا جائے گا تو میں اس وقت تک میزان کے قریب موجود رہوں گا جب تک میرے آخری امتی کا فیصلہ نہیں ہوجاتا۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر میں نے اس چور کو معاف نہ کیا تو قیامت کے دن یہ مقدمہ پیش ہوگا اور جتنی دیر میرے اس مقدمے کا فیصلہ ہونے میں لگے گی اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی دیر جنت سے باہر رہنا پڑے گا۔ میں نے معاف کردیا کہ نہ تو مقدمہ پیش ہوگا اور نہ ہی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں جانے میں دیر لگے گی۔ وہ جلدی جنت میں تشریف لے جائیں گے۔

پیاری سنتوں کو ضرور اپنایئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین. اما بعد.

اس مبارک مہینے (ربیع الاول) سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ وسلم کی پیاری سنتوں کو اپنانا یاد کرنا اور عمل میں لانا کبھی نہ بھولیں۔ پابندی کے ساتھ محبت سے سنتوں کو پورا کرنا۔ ابھی سے نیت شروع کریں کہ سنت پر عمل کرنا ہی کرنا ہے۔ پھر ساری زندگی ان پیاری سنتوں کو کبھی نہ چھوڑیں۔

﴿۱﴾ صبح سویرے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملنا تاکہ نیند کا اثر دور ہو جائے۔ (شمائل ترمذی)

﴿۲﴾ جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھنا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ (شمائل ترمذی)

﴿۳﴾ جب بھی آپ سو کر اٹھیں تو مسواک کریں (ابوداؤد)

فائدہ: وضو میں دوبارہ مسواک کی جائے گی وہ علیحدہ مسنون ہے سو کر اٹھتے ہی مسواک کر لینا علیحدہ سنت ہے۔ پھر دیکھو نیند سے جاگنے کے بعد کپڑے پہنتے ہوتے ہی ہیں لہذا کپڑے پہنتے وقت ان سنتوں کا آپ خیال رکھیں۔

﴿۴﴾ پاجامہ یا شلوار پہنیں تو اول دائیں پاؤں میں پھر بائیں پاؤں میں پہنے۔ کرتا یا قمیص پہنیں تو پہلے داہنی آستین دائیں ہاتھ میں پہنے پھر بائیں ہاتھ میں آستین پہنے اسی طرح صدری (واسکٹ)، اچکن، شیروانی وغیرہ داہنی طرف سے پہننا شروع کیجئے۔ ایسے ہی جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پھر بائیں پاؤں میں پہنے اور جب اتاریں تو پہلے بائیں طرف کا اتاریئے پھر دائیں طرف کا اتاریئے (ترمذی) اور بدن کی پہننے والی ہر چیز کا یہی طریقہ مسنون ہے۔

اس کے بعد عام طور پر صبح اٹھنے کے بعد پیشاب پاخانے کی حاجت ہوتی ہے لہذا جس وقت بھی یہ ضرورت پیش آئے مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھیں۔

﴿۵﴾..... پانی لینے کے لئے برتن میں ہاتھ نہ ڈبوئیں بلکہ پہلے دونوں ہاتھ کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھولیں تب پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں (ترمذی)

﴿۶﴾..... استنجے کے لئے پانی اور ڈھیلے دونوں لے جائیں تین ڈھیلے یا پتھر ہوں تو مستحب ہے اگر پہلے سے بیت الخلاء میں انتظام کیا ہوا ہے تو کافی ہے۔ (ترمذی، بخاری و مسلم)

﴿۷﴾..... جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو جوتا پہن کر جاتے اور سر ڈھک کر جاتے تھے۔ (ابن سعد)

﴿۸﴾..... بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (ترمذی)

﴿۹﴾..... بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اندر پہلے بایاں قدم رکھیں۔ (ابن ماجہ)

﴿۱۰﴾..... جب بدن ننگا کریں تو آسانی کے ساتھ جتنا نیچا ہو کر بدن کھول سکیں اتنا ہی بہتر ہے (ترمذی، ابوداؤد)

﴿۱۱﴾..... انگوٹھی یا کسی چیز پر قرآن شریف کی آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس لکھا ہوا ہو۔ (اور وہ دکھائی دیتا ہو) اس کو اتار کر باہر ہی چھوڑ جانا چاہئے (نسائی)

فائدہ: فراغت کے بعد باہر آ کر پھر پہن لیں۔ تعویذ جس کو موم جامہ کر لیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو اس کو پہن کر جانا جائز ہے۔

﴿۱۲﴾....... رفع حاجت کرتے ہوئے (بلا ضرورت شدید) کلام نہ کریں۔ اسی طرح زبان سے اللہ کا ذکر بھی نہ کریں۔ (مشکوۃ)

(از ادارہ)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

حدیث جساسہ

جناب غلام مرتضیٰ صاحب

۱۰ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ اس لشکر میں حضرت ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ روانگی سے پہلے انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ ان کا نام فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا تھا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوعمرو نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا! تم عدت کا زمانہ ام شریک کے ہاں گزارو، یہ وہاں گئیں مان کے گھر رشتہ داروں اور عزیزوں کے علاوہ دوسرے مہمان بھی کثرت سے آتے تھے۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ بات بتائی۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تم عدت کا زمانہ اپنے چچازاد بھائی ابن ام کلثوم کے ہاں گزارو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی عدت کا وقت پورا ہو گیا تو حضرت معاویہ، حضرت ابوجہم اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم نے ان سے شادی کی خواہش ظاہر کی جب کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود انہیں یہ شرف بخشیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مصلحت اس میں نہیں تھی۔ چنانچہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے نکاح کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ غریب ہیں، ابوجہم سخت مزاج ہیں، لہٰذا تم اسامہ بن زید سے شادی کرلو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قدرے ہچکچا گئیں۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہیں کیوں تامل (فکر) ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اس پر حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا، وہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ آپ انہیں بے حد عزیز رکھتے تھے۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسامہ بن زید سے نکاح کے بعد میں دوسروں کے لئے قابل رشک بن گئی۔ ۲۳ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی تو مجلس شوریٰ کے اجلاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہوتے تھے۔ یہ بہت صائبۃ الرائے (درست رائے والی) تھیں۔ اس لیے مجلس شوریٰ کے ارکان ان سے مشورہ لینا پسند کرتے تھے۔ ۵۴ ہجری میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو بہت صدمہ پہنچا۔ اس کے بعد انہوں نے تا زندگی دوسرا نکاح نہ کیا۔ اپنے بھائی ضحاک بن قیس کے پاس رہنے لگیں۔ یزید بن معاویہ نے ضحاک بن قیس کو عراق کا گورنر مقرر کیا تو ان کے پاس کوفہ چلی گئیں اور مستقل طور پر وہیں رہنے لگیں۔ آپ صورت اور سیرت کے لحاظ سے ممتاز تھیں۔ نہایت ذہین اور باکمال خاتون خیال کی جاتی تھیں۔ مہمانوں کی تواضع کر کے انہیں دلی خوشی ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ ان کے شاگرد شعبی رحمہ اللہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے چھواروں اور ستو سے ان کی تواضع کی۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا چونتیس احادیث کی راویہ ہیں۔ صحیح مسلم اور ابوداؤد میں ایک حدیث ہے، یہ حدیث حدیث جساسہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ہی اس حدیث کی راویہ ہیں، کہتی ہیں۔ میں ایک مرتبہ مسجد نبوی میں گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی (عورت کی نماز گھر میں افضل ہے اور بوجہ فتنہ کے موجودہ زمانے میں علماء عورتوں کو مسجد جانے سے روکتے ہیں)۔ آپ نماز سے فارغ ہوکر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ عادت کے

مطابق آپ نے مسکرا کر فرمایا، سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا، جانتے ہو، میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اللہ کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد ہوا میں نے تمہیں کسی وعظ و نصیحت کی لیے جمع نہیں کیا، بلکہ ایک واقعہ سنانے کے لیے جمع کیا ہے اور یہ واقعہ تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے، پہلے وہ عیسائی تھے۔ اللہ نے انہیں اسلام کی دولت سے سرفراز کیا ہے۔ کہتے ہیں میں نے جہاز میں سوار ہو کر سمندر کا سفر اختیار کیا میرے ساتھ قبیلہ جذام اور لخم کے تیس آدمی بھی تھے۔ سفر کے دوران طوفان آ گیا اور جہاز ایک ماہ تک سمندری لہروں سے ادھر ادھر بھٹکتا رہا آخر ایک جزیرہ کے ساحل سے آلگا۔ ہم جزیرے میں اترے تو ایک عجیب و غریب حلیے کی عورت ملی، اس کے بال بہت لمبے تھے۔ ہم نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں یعنی میں مخبرہ ہوں جو دجال کو خبریں پہنچاتی ہوں۔ تم سامنے وادی میں چلے جاؤ وہاں تم دجال کو دیکھو گے۔ ہم وہاں پہنچے دیکھا کہ ایک غیر معمولی قد و قامت کا آدمی زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے۔ ہم نے اس کو وہ پیکر آدمی سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا پہلے تم بتاؤ تم کون ہو؟ اور یہاں کیسے پہنچے؟ ہم نے اسے بتایا: ہم عرب کے رہنے والے ہیں، ہمارا جہاز سمندری طوفان میں پھنس گیا تھا لہروں نے اس کو جزیرے کے کنارے لا پھینکا تھا ایک عجیب و غریب شکل و صورت کی عورت جساسہ نے ہمیں تمہاری طرف بھیج دیا ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا اچھا بتاؤ: بیسان کے نخلستان میں پھل آتا ہے یا نہیں؟ ہم نے اس کی بات کے جواب میں کہا: بیسان کے نخلستان میں برابر پھل آ رہا ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا: یاد رکھو وہ وقت آنے والا جب بیسان میں کھجور کے درخت پھل نہیں دیں گے۔ پھر اس نے کہا اچھا بتاؤ بحیرہ طبریہ میں ابھی پانی موجود ہے یا وہ خشک ہو چکا ہے؟ اس کی بات کے جواب میں ہم نے کہا اس میں پانی وافر آرہا ہے۔ اب اس نے کہا: وہ وقت آنے والا ہے کہ اس کا پانی خشک ہو جائے گا۔ پھر اس نے کہا اچھا بتاؤ: چشمہ زغر میں پانی آرہا ہے یا نہیں؟ لوگ اس سے اپنے کھیت سیراب کررہے ہیں یا نہیں؟ ہم نے اس سے کہا: ہاں چشمہ زغر میں پانی آرہا ہے اور لوگ اس سے اپنے کھیت سیراب کررہے ہیں۔ اب اس نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ امیوں کے نبی نے ظاہر ہو کر کیا کیا ہے؟ ہم نے اسے بتایا: وہ اپنی قوم پر غالب آ گئے ہیں۔ اور لوگوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا: ہاں ان کے لئے اطاعت ہی بہتر تھی۔ اب میرے بارے میں بھی سن لو، میں دجال ہوں، مجھے بہت جلد یہاں سے نکلنے کی اجازت ملے گی، میں روئے زمین پر گھوم جاؤں گا اور دنیا کا کوئی ایسا مقام نہیں ہوگا جہاں چالیس دن کی مدت میں نہ پہنچ جاؤں۔ البتہ مکہ اور (مدینہ) طیبہ دو شہروں میں مجھے داخلے کی اجازت نہیں ہے، جب میں ان شہروں میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو یہ شمشیر بردار فرشتہ مجھے اس سے روک دے گا۔ یہ واقعہ بیان کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصائے مبارک تین بار منبر پر مارا اور فرمایا، یہی طیبہ ہے (یعنی مدینہ منورہ) اس حدیث کی راویہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔)

فائدہ: دجال کے فتنے سے محفوظ رہنے کیلئے ہر جمعہ سورۂ کہف کی تلاوت کا معمول بنائیں۔

﴿ماخوذ از: عورتوں میں حور﴾

رحمٰن کے دو پیارے کلمے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے رحمٰن کو بہت پیارے ہیں۔ زبان پر بہت ہلکے مگر ترازو کے پلڑے میں بھاری ہیں وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

(بخاری)

بچوں کا علم و عمل

ماں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ (رشتہ داروں میں سے) میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہاری والدہ حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے۔ سائل نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری والدہ۔ سوال کرنے والے نے عرض کیا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری والدہ۔ چوتھی مرتبہ سوال کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا تمہارا باپ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۸ از بخاری و مسلم)

ممتا کے دلکش روپ

- ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔
- ماں کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔
- ماں کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا
- ماں کی اصل خوبصورتی اس کی محبت ہے۔
- میری ماں دنیا کی خوبصورت ماں ہے۔
- ماں میری دنیا کی عزیز ترین ہستی ہے۔
- ماں کی خوشنودی دنیا میں باعث دولت اور آخرت میں باعث نجات ہے۔
- ماں کی بد دعا سے بچیئے کیونکہ خدا اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔
- ماں انسان کو سب سے زیادہ پیار کرنے والی ہستی ہے
- ماں کے منہ سے نکلی ہوئی دعا خدا ضرور قبول کرتا ہے
- ماں کو گالی دینا سب سے بڑا گناہ ہے۔
- ماں کا دوسرا نام جنت ہے۔
- ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔
- ماں کے بغیر گھر ایک قبرستان ہے۔
- ماں کی آغوش انسان کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے
- ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے
- ماں کو مصیبت کے وقت جب بھی یاد کرتا ہوں تو مجھے سکون ملتا ہے۔
- ماں سے بڑھ کر کوئی بڑا استاد نہیں۔
- ماں کی دعا میری کامیابی کا راز ہے۔
- ماں کی محبت پھول سے زیادہ تر و تازہ اور لطیف ہے

ماں کی گستاخی اور اس کی سزا

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے عوام بن حوشب سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ میں ایک قبیلے میں گیا اس کے قریب ایک قبرستان تھا۔ عصر کے بعد کا وقت ہوا تو ایک قبر پھٹی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے جیسا تھا اور باقی بدن انسان جیسا تھا۔ اس نے تین بار گدھے جیسی آواز نکالی اور پھر قبر بند ہوگئی۔

اس کے بارے میں میں نے دریافت کیا۔ بتایا گیا کہ یہ شراب نوشی کرتا تھا جب شام ہوتی اس کی والدہ اس کو کہتی تم اللہ سے ڈرو۔ اس کے جواب میں وہ کہتا تو گدھے کی طرح چیختی ہے۔ یہ آدمی عصر کے بعد مرا اس دن سے آج تک روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر پھٹتی ہے اور تین بار گدھے کی طرح وہ آدمی بولتا ہے پھر قبر بند ہو جاتی ہے

(شرح الصدور بحوالہ ترغیب و ترھیب للاصبہانی)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ والدہ کی گستاخی کرنا بھی عذاب قبر کا سبب ہے۔ اس لئے والدین خاص کر ماں کی نافرمانی اور گستاخی سے بہت زیادہ بچ کر رہنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو والدین کے حقوق صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم،

پیارے بچو! گفتگو ہمیشہ سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے۔اچھے الفاظ کے ساتھ نرم لفظوں میں عربی جملوں کو ساتھ استعمال کر کے اپنی گفتگو کو مزید خوبصورت کیجئے۔

پیارے بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ ان دو جملوں میں کیا فرق ہے(۱) تیرے ابو کا کیا حال ہے؟ اور آپ کے ابو جان کا کیا حال ہے؟ ان دونوں جملوں میں فرق ہے

(۲) بیٹا آپ کے کپڑے بہت اچھے ہیں اس جملے سے بہتر جملہ یہ ہے۔بیٹا آپ کے کپڑے مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ بہت اچھے ہیں۔

(۳) ماں بیٹی سے کہتی ہے آپ بہت اچھی لگ رہی ہیں۔اس کے ساتھ بھی ماشاء اللہ والا پورا جملہ لگانا ہوگا۔

(۴) بیٹا آپ کے استاذ صاحب نے پوچھا تھا کہ آپ کے ابو نہیں آئے؟ آپ نے کیا جواب دیا تھا۔صحیح جواب یہ ہے ابو جان کل اِنْ شَاءَ اللّٰہ تعالیٰ آئیں گے

(۵) بیٹا آپ جمعہ کہاں پڑھیں گے؟ ابو جی میں اِنْ شَاءَ اللّٰہ تعالیٰ جامع مسجد میں پڑھوں گا۔

(۶) ہر اچھا کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کرنا چاہئے اس کی بہت برکات ہیں۔بسم اللہ کے کل انیس حروف ہیں اور جہنم کے انیس داروغہ (چوکیدار) ہیں۔ایک ایک حرف کی برکت سے دوزخ سے چھٹکارا ملتا ہے اس لئے ہر کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھ لینی چاہئے۔

(۷) ابو جی آج میں نے سبق یاد سنایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

(۸) امی جان آج میں آپ کو ایک بات بتاؤں وہ یہ ہے کہ ہمارے استاذ صاحب نے بتایا ہے کہ الحمد للہ کے آٹھ حروف ہیں اور جنت کے بھی آٹھ دروازے ہیں جو آدمی یہ کلمہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے

(۹) باجی آج ہمارے استاذ صاحب نے ایک بات بتائی تھی وہ یہ ہے کہ پہلا کلمہ لا الہ الا اللہ میں بارہ حروف ہیں اور سال کے بھی بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ایک ایک حرف سے ایک ایک مہینے کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔اور محمد الرسول اللہ کے بھی بارہ حروف ہیں پورے کلمے کے چوبیس حروف بنتے ہیں اور دن رات کے بھی چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں ایک ایک حرف سے ایک ایک گھنٹے کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس لئے چلتے پھرتے ہمیں کلمہ شریف پڑھتے رہنا چاہئے۔

(۱۰) پیارے بھیا! آج ہم نے مدرسے میں یہ سبق پڑھا ہے کہ پہلے کلمے میں کوئی نقطہ نہیں ہے جس سے پتہ چلتا ہے اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

(۱۱) پیارے بہن بھائیو! دینی مدرسے میں پڑھنے سے بہت زیادہ دینی علم حاصل ہوتا ہے اور وہاں کے اساتذہ کرام عمل کر کے دکھاتے ہیں۔اچھا ماحول ملتا ہے آئیے ہم بھی اپنے اس علم و عمل رسالے سے علم سیکھیں اور عمل کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دیں۔آمین ثم آمین

عجائبات مچھلی

(۱)۔۔جانوروں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو پیدا فرمایا ہے جس کا نام لوتیا اور لیھموت ہے۔

(۲)۔۔آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو اس وقت صرف دو جانور تھے ایک خشکی کا ٹڈی دوسری سمندری مچھلی

(۳)۔۔فاطوس ایسی مچھلی ہے جو چلتے بحری جہاز کو روک دیتی ہے۔

(۴)۔۔وہیل کی اوسط عمر 500 سال ہوتی ہے۔

(۵) مچھلی جو چیز کھاتی ہے اسی کی نمی پر گزارہ کرتی ہے پانی بالکل نہیں پیتی۔(حقوق البہائم)

جامعہ کے شب و روز

مورخہ ۲۲ صفر بمطابق ۱۲ اپریل ماہانہ بیان حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب مدظلہم (مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم عید گاہ کبیر والہ) تشریف لائے اور بعد از عصر تا مغرب "بدنظری ایک عظیم گناہ" کے موضوع پر بیان فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ بدنظری ایک ایسا گناہ ہے جس کی دوسرے کو خبر نہیں ہوتی کئی لوگ اس کو بہت مزے سے کرتے ہیں کہ کسی کو خبر ہی نہیں ہوئی حالانکہ حق تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں:

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۔ "وہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں میں چھپی باتوں کو جانتے ہیں۔"

درجہ کتب کے سہ ماہی امتحان میں امتیازی نمبر لینے والے طلباء — منعقدہ ۱۴ صفر تا ۱۸ صفر / 15 مارچ تا 21 مارچ

درجہ	کل طلبہ		اول		دوم		سوم
درجہ خامسہ	۷	اول	معظم علی ۵۳۱/۶۰۰				
درجہ رابعہ	۱۲	اول	وسیم منظور ۶۸۸/۷۰۰	دوم	عبید الرحمٰن ۶۴۷/۷۰۰		
درجہ ثالثہ	۲۲	اول	تاور بخش ۶۵۲/۷۰۰	دوم	محمد انور ۶۵۳/۷۰۰	سوم	عمیر کرامت ۶۴۷/۷۰۰
درجہ ثانیہ	۳۰	اول	وقار احمد ۷۷۳/۸۰۰	دوم	محمد سلیم ۷۴۵/۸۰۰	سوم	محمد قاسم ۷۳۳/۸۰۰
درجہ اولیٰ	۲۲	اول	محمد سفیان ۵۷۷/۶۰۰	دوم	محمد صدیق (محمد حنیف) ۵۷۶/۶۰۰	سوم	گل رخشاب ۵۷۳/۶۰۰

ان طلباء نے حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب مدظلہم کے دست مبارک سے مقررہ انعامات وصول کیے۔

جامعہ کی ضروریات

چار مکانوں اور پانی کی بڑی ٹینکی کی تعمیر کے فنڈ کیلئے
قارئین کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے

چار مکانوں کا کل خرچ تقریباً -/14,00,000 چودہ لاکھ روپے

پانی کی بڑی ٹینکی کا خرچ -/9,00,000 نو لاکھ روپے

مدرسہ کے لیے ایک عدد سوزوکی کیری یا پک اپ کی بھی ضرورت ہے

ضرورت برائے استاذ — درجہ حفظ میں ایک ماہر تجربہ کار، شادی شدہ استاذ کی ضرورت ہے — انٹرویو جاری ہیں

فی الحال مدرسہ میں تعمیراتی فنڈ نہ ہونے کی بنا پر تعمیرات کا کام نہیں ہو رہا۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

وضاحت

گذشتہ شمارے کے بیک ٹائٹل
پر یہ درج تھا کہ حرمین شریفین
میں نماز پڑھنے سے قضا نمازوں کی
ادائیگی ہرگز نہیں ہوتی وہاں کا ثواب الگ نعمت ہے
اس عبارت کا مطلب ہے اسکی وضاحت یہ ہے کہ کچھ لوگ
یہ سمجھتے ہیں کہ حرم شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ
نمازوں کے برابر ہے۔ یہاں تک تو بات ٹھیک سمجھے آگے
غلط ہے کہ جب ہمیں لاکھ نمازوں کا ثواب مل جاتا ہے
تو قضا نمازوں کے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔
یہ نظریہ غلط ہے اسلئے کہ وہاں کی وقتی نمازوں کا ثواب
الگ نعمت ہے ۔ البتہ نوافل کی جگہ وہاں قضا نمازیں
اگر موقع مل سکے تو پہلے مکمل کر لینی چاہئیں ۔

نمازیں اگر قضا ہیں تو قضا نمازوں کو
متعین کر کے لکھ رکھنا اور ادائیگی
شروع کر دینا اور یوں وصیت کر دینا کہ میری
قضا نمازیں اتنی ہیں اور روزانہ اتنی پڑھ رہا ہوں
مثلاً فلاں سن 2007 تک مکمل ہو جائیں گی ان شاءاللہ
اگر اس سے پہلے مر جاؤں تو میرے مال سے فدیہ ادا کر دیا جائے
اتنا لکھنے اور قضا نمازوں کی ادائیگی شروع کر دینے سے بندہ
فارغ الذمہ ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ وصیت جاری کرنا وارثوں
پر اس وقت ضروری ہے کہ جب وہ وصیت کر کے دنیا سے جائے
نیز وصیت مرنے والے کے ثلث مال ہی سے ادا کرنی ہوتی ہے
اگر کوئی صاحب خوشی سے اپنی طرف سے ادا کرے تو بھی گنجائش ہے

ابلیس کی پانچ عادتیں

ابو محمد مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ
ابلیس پانچ چیزوں کی وجہ سے بدبخت ہوا

1. نہ اس نے اپنے گناہ کا اقرار کیا 2. نہ وہ گناہ پر نادم ہوا
3. نہ اس نے اپنے نفس کو ملامت کی 4. نہ اس نے توبہ کی
5. اللہ جل شانہ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔

نیز فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کے
برعکس کیا اور پانچ عادتوں کے باعث سعید ہو گئے

1. انہوں نے اپنی غلطی کا اقرار کیا 2. غلطی پر ندامت اٹھائی
3. اپنے نفس کو ملامت کی 4. فوراً توبہ کی۔
5. اللہ جل شانہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوئے۔

چڑیا کی وجہ سے سفر ملتوی

خواجہ نذیر احمد مرحوم نے بیان فرمایا کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ
ایک دفعہ جلسہ میں جانے کیلئے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔
گاڑی پر سوار ہونے سے پہلے خیال آیا کہ میرے حجرے
میں چڑیوں کے گھونسلے ہیں اور میں دروازے، کھڑکیاں
اور روشندان بند کر کے آیا ہوں۔ لہذا آپ نے فوراً جلسے
کے منتظم کو ٹیلی گرام دیا کہ میں اس گاڑی کے بجائے اگلی گاڑی
پر آؤں گا ان شاءاللہ۔ اسٹیشن سے واپس آکر آپ نے
روشندان کھولے اور پھر دوسری گاڑی میں سوار ہو کر
مطلوبہ جلسہ میں شرکت فرمائی

حرف اسلام